۷۸۶ ھو الله یاسین

بسلسلۂ اشاعت معلومات دین

رسالہ

روزہ کے سب احکام و مسائل

مسجدوں میں نمازیوں کو سناؤ اور بچوں کو بطور سبق کے پڑھاؤ

از حسن نظامی دہلوی و جناب مولانا عبدالرحیم صاحب مفتی اعظم الور

کارکن حلقہ مشائخ و نظامیہ تبلیغ دہلی

نے

رمضان ۱۳۴۴ھ میں شائع کیا

مارچ سنہ ۱۹۲۶ عیسوی

مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی

(تعداد اشاعت میں ۳ ہزار)

قیمت ۸

٢٥

بچوں کی تعلیم کیلئے

پہلا حصہ — آسان قاعدہ یہ باتصویر خوبصورت رسالہ اردو عبارت اور قرآن شریف کی عربی عبارت سکھانے کی کنجی ہے بچے خوشی خوشی پڑھتے ہیں، اور یہ قاعدہ پڑھتے ہی پھر بچہ کو قرآن شریف اور عربی عبارت پڑھنی آجاتی ہے۔ قیمت ۸/

دوسرا حصہ — تعلیم القرآن اس میں تمام قرآن شریف کے ضروری مضامین کا خلاصہ ہے نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور ہر قسم کے ضروری احکام اسلام کی آیات باب قائم کرکے ایک جگہ جمع کیگئی ہیں اور ان کا اردو مطلب بھی لکھا گیا ہے جس کو یاد کرنے کے بعد بچے قرآن شریف کے تمام ضروری مضامین کے حافظ ہوجاتے ہیں اور کمال یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف دو مہینے میں یاد کیا جاسکتا ہے۔ بڑی عمر والے بھی اس کو یاد کرتے ہیں جن کو وعظ و لیکچر میں قرآنی آیات پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے یا وہ لوگ جو ایک مضمون کی بہت سی آیات ایک جگہ دیکھنی چاہتے ہیں وہ بھی اس رسالہ کو یاد کرلیتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ تمام قرآن کے حافظ ہیں اور مطلب بھی نہایت آسان اور زبان میں لکھا گیا ہے۔ قیمت ۸/

تیسرا حصہ — اردو سبق یہ باتصویر رسالہ تو اس قدر دلچسپ ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اسکی تصویریں اور اسکے ہنسانے اور خوش کرنیوالے مضامین دیکھکر باغ باغ ہوجاتے ہیں اور خوب دل لگاکر پڑھتے ہیں۔ قیمت ۸/

۹۲ھ هوالکل یا معین

روزہ کے سب
احکام و مسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بطاسبہ تبلیغ کے دہلوی مرکز کی طرف سے نماز کے چھوٹے چھوٹے رسالے تاکید نماز اور ترکیب نماز شایع ہو چکے ہیں۔ اور ایک بڑی کتاب بھی شایع ہونے والی ہے جس کا نام نماز کے سب احکام و مسائل تجویز کیا گیا ہے۔ اور جو آٹھ سو صفحہ کی کتاب ہے۔

نماز کے بعد چونکہ روزہ کا درجہ ہے اور روزہ بھی نماز کی طرح ایک رکن اسلام ہے اس واسطے روزہ کے سب احکام و مسائل کی یہ کتاب شایع کی جاتی ہے

اس کے شروع میں رسالہ درویش دہلی سے میرا وہ خطبہ نقل کیا گیا ہے جو میں نے اُردو زبان میں روزہ کی بابت لکھا تھا کیونکہ میں جمعہ کے دن پڑھنے کے لیئے اُردو زبان میں خطبے شائع کیا کرتا ہوں اور رمضان کے دو خطبے میں نے لکھے تھے۔ ایک میں احکام و فضائل رمضان کے ہیں۔ دوسرے میں روزہ کے مسائل کی تفصیل ہے

مگر یہ دونوں چیزیں بہت مختصر ہیں اس لیئے میری خواہش تھی کہ روزہ کے مسائل

واحکام زیادہ تفصیل سے بیان کئے جائیں تاکہ مسلمان عورتوں اور مردوں کو روزہ کے مسائل اچھی طرح معلوم ہو جائیں

میں اسی خیال میں تھا کہ جناب مولانا عبدالرحیم صاحب دہلوی مفتی اعظم ریاست اندور نے مجھکو اپنا لکھا ہوا ایک قلمی رسالہ روزہ کے مسائل کی بابت دکھایا۔ اور اس کو میں نے بہت مکمل اور جامع پایا۔ جس میں روزہ کے سب احکام و مسائل موجود ہیں۔ اور ان باتوں کا ذکر بھی آگیا ہے جو میں نے اپنے خطبوں میں لکھے ہیں۔

آج شعبان ۱۳۵۱ھ کی ۸ تاریخ ہو گئی ہے اور میں یہ رسالہ رمضان تک تقسیم کرا دینا چاہتا ہوں اس واسطے میں نے اپنے خطبے اور جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کا رسالہ یکجا کرکے شایع کر دیا۔ تاکہ رمضان میں مسلمان بھائیوں اور مسلمان بہنوں کو اس سے فائدہ ہو۔

ہمارے کی جس بڑی کتاب کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے وہ بھی جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ اور اردو زبان میں آجتک ایسی کوئی مکمل کتاب مسائل واحکام ہمارے کی بابت کسی جگہ شایع نہیں ہوئی۔

میرے خطبوں میں جن فضائل اور مسائل صیام کا ذکر آگیا ہے مولانا عبدالرحیم صاحب کے اس رسالہ میں بھی ان کا بیان ہے۔ مگر ناظرین کو اس مکرر بیان سے کچھ نقصان نہیں ہوگا بلکہ فائدہ ہی ہوگا اس واسطے میں نے تکرار کو خارج کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وقت کم ہے۔

حسن نظامی

آمد رمضان کا تبلیغی خطبہ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی نزل القرآن وکلم بالقرآن وقال کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم والصلوٰۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد الذی صل وقام وصام۔

بعد حمد وصلواۃ کے سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو معلوم ہو کہ رمضان شریف قریب آیا۔ شعبان ختم ہونے والا ہے، رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا، اور جس کے روزے ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہوئے اور جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے جاتے ہیں جیساکہ اِن لوگوں پر فرض تھے، جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ روزے کا وجود ہر قوم اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے، حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض کے یعنی ہر قمری مہینہ کی تیرہویں چودہویں پندرہویں کے روزے رکھتے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر توریت کتاب لینے کے واسطے گئے تو چالیس دن کے روزے رکھے تھے جسکا ذکر توریت کے چونتسویں باب میں ہے۔ اور حضرت دانیال ع نبی نے تین ہفتہ کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر دانیال کے دسویں باب میں ہے اور حضرت الیاس ع نے چالیس دن کے روزے رکھے تھے جس کا ذکر توریت میں ہے اور حضرت عیسیٰ ع مسیح نے بیابان میں چالیس روزے رکھے جس کا ذکر متی اور لوقا کی انجیلوں میں ہے۔

ہندو دھرم میں بھی سوجی نے روزے کا حکم دیا ہے اور اس کو وہ برت

کے نام سے پکارتے ہیں، راماین سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندرجی بھی روزے رکھتے تھے اور مہابھارت سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ یدھشٹر اور اُس کے سب بھائی بھی روزے رکھتے تھے۔ اسی طرح مصر وغیرہ کی اقوام بھی روزے رکھتی تھیں اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کو قرآن مجید میں روزے کا حکم دیا تو اُس کے ساتھ ہی تسلی بھی دی اور یہ فرمایا کہ ایاما معدودات تم روزے رکھنے سے گھبراؤ نہیں روزے تو گنتی کے چند دن کے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اللہ تعالیٰ تم کو آسانی دینا چاہتا ہے اور مشکلات میں ڈالنا نہیں چاہتا اور یہ بھی فرمایا کہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے واسطے اچھا ہوگا بشرطیکہ تم کو روزے کی خوبیوں کو سمجھنے کی عقل بھی ہو۔

اے مسلمانوں جس طرح تمہارا جسم غذا سے پرورش پاتا ہے اسی طرح تمہاری روح روزے سے مسرور ہوتی ہے اور روزہ تمہارے اندر روحانی قوتیں بڑھاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا دخل الرمضان فتحت ابواب الجنۃ وغلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین یعنی جب رمضان تشریف آتا ہے تو جنت اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے ہیں اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من صام شھر رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جو شخص ایمان اور طلب ثواب کے لئے روزہ رکھتا ہے اس کے تمام گزشتہ گناہ بخشدئیے جاتے ہیں اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ بندہ کا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا۔ کیونکہ روزہ دار میری ہی خاطر اپنی خواہشات کو اور کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے اور بخاری اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور روایت آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص روزہ رکھے تو اس کو چاہیئے کہ کوئی بری بات زبان سے نہ نکالے اور نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے اور اگر کوئی دوسرا اس کو برا کہے یا اس سے لڑے تو روزہ دار کو چاہیئے کہ اس شخص سے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں یعنی میں تم سے لڑ جھگڑ نہیں سکتا کیونکہ اپنے نفس سے لڑنے میں مصروف ہوں اور بخاری شریف میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس کسی نے روزہ رکھا مگر جھوٹ کو ترک نہ کیا اور جہالت کی باتوں سے پرہیز نہ کیا، تو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔

بھائیو! آجکل دو قسم کے مسلمان ہیں ایک تو وہ ہیں جو روزے رکھتے ہی نہیں اور ایک وہ ہیں جو روزہ رکھتے تو ہیں مگر روزہ کے آداب سے واقف نہیں ہیں روزہ میں بے ادبی جھوٹ بولتے ہیں گالیاں بکتے ہیں اور بات بات میں لوگوں سے لڑائی جھگڑے کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک محاورہ ہوگیا ہے کہ فلاں صاحب کا روزہ اچھل رہا ہے یعنی انہوں نے آج چونکہ روزہ رکھا ہے اس واسطے لوگوں سے لڑتے پھرتے ہیں۔ مقبول روزہ دار وہ ہے جو روزہ کی حالت میں نہ جھوٹ بولے نہ کسی کا گلہ شکوہ کرے نہ کسی کی غیبت کرے نہ گالیاں بکے نہ جھوٹی قسمیں کھائے نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کرے بلکہ نہایت نرمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ سب لوگوں سے معاملات میں مصروف رہے اور کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ان میاں کو اس واسطے غصہ آرہا ہے کہ آج یہ روزہ سے ہیں۔

خصوصاً عورتوں کو سب سے زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔ وہ روزہ رکھنے میں مردوں سے زیادہ مضبوط اور جفاکش ہوتی ہیں۔ مگر مردوں سے زیادہ لڑائی جھگڑے اور سخت کلامیوں کی اُن کو عادت ہوتی ہے۔ اس لئے عورتوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر وہ روزہ میں بدمزاجیاں کریں گی اور کسی کو بیٹھے پیچھے برا کہیں گی اور لڑائی جھگڑے مول لیں گی تو ان کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا اور ان کا روزہ محض فاقہ رہجائیگا۔ جس طرح روزے میں کھانا اور پینا جائز نہیں ہے اسی طرح جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا اور دوسروں پر غصہ کرنا اور لڑنا جھگڑنا بھی ناجائز ہے اکثر گھروں میں عورتیں روزہ رکھکر اپنے شوہر سے اور گھر کے مردوں سے لڑتی جھگڑتی ہیں اور بعض مرد بھی روزہ رکھکر اپنی عورتوں کو گالیاں دیتے ہیں اور سخت کلامی سے پیش آتے ہیں، یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کے روزے اُن کے منہ پر مارے جائینگے اور کوئی ثواب ایسے روزوں کا ان کو نہ ہوگا۔

اور جو لوگ روزہ رکھتے ہی نہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے گنہگار ہیں، روزہ ہر مسلمان پر فرض ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب یا عورت ہو یا مرد فقط بیماروں اور مسافروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے یا ایسے بوڑھے عورت یا مرد جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو نہ روزہ کی قضا پوری کرنے کی اُمید ہو وہ ہر روزہ کے عوض فدیہ دے سکتے ہیں۔

جو لوگ روزہ سے بھاگتے ہیں اُن کو روزہ کی خوبیاں معلوم نہیں ہیں اور دن بھر کی معمولی بھوک پیاس کی تکلیف سے گھبرا کر بزدل بن جاتے ہیں حالانکہ بہادر اور دلیر مسلمان وہی ہے جو سال بھر میں ایک مہینہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بھوک پیاس اور خواہشات نفسانی میں صبر کرنے کا امتحان دے روزہ انسان کے اندر ایک ایسی جرأت اور مضبوطی پیدا کر دیتا ہے جو ہر انسان کی مردانہ شان کے لئے ضروری ہے

روزے سال بھر میں صرف ایک مہینہ کیلئے آتے ہیں انسان کو اس عارضی اور
چند روزہ امتحان میں ثابت قدم رہنا چاہئے۔ تاکہ تمام سال ہر کام میں اس کی
جسمانی مستعدی قائم و برقرار رہے جو لوگ روزہ میں ثابت قدم نہیں ہوتے ان کے
ہر دنیاوی کام میں کمزوری اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔

طبی لحاظ سے بھی روزہ نہایت مفید چیز ہے جس طرح جلاب لینے سے معدہ اور جسم کی تمام
بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اسی طرح سے روزہ بھی انسانی جسم کی تمام خرابیوں کو درست کر دیتا ہے اور
دوا کے بغیر بہت سے امراض محض روزہ کی وجہ سے دور ہو جاتے ہیں اسواسطے روزہ ضرور رکھنا چاہئے

بظاہر روزہ تکلیف کی چیز معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو شروع کر کے دیکھو
پہلے پہلے تکلیف معلوم ہو گی اس کے بعد ایک ایسی کیفیت اور سچی خوشی اور راحت
حاصل ہو گی جس کی مثال دنیا کی اور کسی خوشی میں نہیں پائی جاتی حدیث شریف میں
بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ روزہ دار
کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں ایک روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری
اس وقت جب قیامت کے دن روزہ دار اپنے روزہ کا انعام پروردگار
سے حاصل کرے گا۔

اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دن بھر کی شدید بھوک پیاس کے
بعد جب انسان روزہ افطار کرتا ہے تو اس وقت کی فرحت و خوشی دنیا کی تمام
بڑی بڑی خوشیوں سے بھی بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ہیں ان کو روزہ کے افطار کے وقت دوسروں
کی خوشیاں دیکھکر حسرت و ندامت بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے جتنی فرحت روزہ
دار کو افطار [illegible] ہوتی ہے۔ روزہ خور کا دل اور ضمیر اندر ہی اندر پشیمان ہوتا ہے
شرماتا ہے۔ اور ندامت کے دریا میں غوطے کھاتا ہے اور اس کی تکلیف دن بھر

کی بھوک پیاس سے کئی حصہ زیادہ ہو جاتی ہے اگر وہ روزہ رکھ لیتا تو افطار کے وقت اُس کو بھی ایسی ہی خوشی ہوتی جیسی روزہ داروں کو ہے اور اُس کو اپنے ضمیر کے سامنے اتنا شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

بس سوائے بھائیو اور اے بہنو! رمضان شریف کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دو اور یہ ارادہ کر لو کہ آنے والے رمضان میں روزہ قضا نہ کرو گے اور روزہ رکھو گے تو جھوٹ نہ بولو گے گالیاں نہ بکو گے غیبت نہ کرو گے دغا بازی اور ہر قسم کی لڑائی جھگڑوں سے محفوظ رہو گے۔

مسلمانو احسان اللہ تعالیٰ تم کو روزہ کا حکم دیتا ہے وہیں یہ بھی حکم دیتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بہت سی عورتیں اپنے نابالغ بچوں کو محض دکھانے کے نام نمود کے لئے اور شادی رچانے کیلئے روزے رکھوا دیتی ہیں۔ اور ہر سال بعض بچے روزے کی تکلیف سے مر جاتے ہیں یا سخت بیمار ہو جاتے ہیں اس واسطے عورتوں کو زیادہ کمزور یا بیمار یا نابالغ بچوں کو ہرگز ہرگز روزے نہ رکھوانے چاہئیں ورنہ انکو سخت گناہ ہوگا اور بچوں کا خون بھی اُن کی گردن پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے نابالغ بچوں پر روزہ فرض نہیں کیا ہے جب تک بچے بالغ نہ ہو جائیں ان کو روزہ نہ رکھوانا چاہئے ایسے ہی بعض عورتیں سخت بیماری کی حالت میں بھی روزے رکھتی ہیں اور بعض اوقات روزہ سے اُن کا مرض اتنا بڑھ جاتا ہے کہ وہ مر جاتی ہیں یا مدت تک تندرست نہیں ہوتیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھنا سخت گناہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیماروں کو روزہ قضا کرنے کی اجازت دی ہے تو روزہ ہرگز نہ رکھنا چاہیئے ورنہ خدا کے انعام کی نافرمانی کا گناہ ہوگا ایسے ہی بعض مرد بھی سخت بیماریوں کی حالت میں روزہ قضا نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے مر جاتے ہیں، یا ان کی بیماریاں بڑھ جاتی ہیں، وہ بھی اللہ کے گنہگار ہیں۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے سفر کی حالت میں روزہ قضا کرنے کی اجازت دیدی ہے اس واسطے وہ لوگ جو سخت مصیبت کی مسافرت میں روزے رکھکر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں وہ بھی خدا کے گنہگار بنتے ہیں بھائیو روزہ رکھو مگر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور ایسا روزہ رکھو جو تمہارے دلوں کو اور تمہاری زبانوں کو جھوٹ بحث گوئی غیبت اور کینہ وعناد سے پاک کردے اور دعا کرو کہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

رمضان کا دوسرا تبلیغی خطبہ

الحمدللہ الذی اعطانا شھر رمضان شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد رسول العرب والعجم والحجر والشجر والایمان والاحسان۔

اما بعد پس سنو بھائی مسلمانو رمضان وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا پکارنے والا پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے نیکیوں کے طلبگارو آگے بڑھو۔ اور اے برائیوں کے گرفتار و پیچھے ہٹو۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں شیاطین نیک خدا اور نیک خیالات کے طوق و زنجیر میں قید کر دیئے جاتے ہیں

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر رکھوایا اور اس پر چڑھے جب پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر دوسری سیڑھی پر چڑھے تب بھی آمین آمین فرمایا حاضرین نے اس کی وجہ پوچھی رسول اللہ نے جواب دیا کہ جب میں نے منبر کی پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھا تو جبرئیل میرے سامنے آئے اور کہا کہ اے محمد جس نے رمضان مبارک میں بھی اپنے گناہوں سے توبہ نہ کی تو خدا کی رحمت سے اس کو ہمیشہ دوری ہو جائے اس پر میں نے کہا آمین پھر میں نے دوسری

سیڑھی پر قدم رکھا تو جبرئیل نے کہا کہ جس شخص کو والدین کی زندگی میسر آئی اور اس نے انکی خدمت واطاعت کرکے جنت میں اپنا گھر نہ بنایا وہ بھی خدا کرے رحمت الٰہی سے محروم ہو جائے۔ میں نے کہا آمین۔

غرض یہ ماہ مبارک اللہ تعالیٰ کی سب بڑی نعمت ہے جس شخص کو یہ مہینہ نصیب ہو خدا کا شکر کرے اور اس مہینہ کی برکتوں کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے مگر سب سے زیادہ پیارے حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بارہ مہینوں میں رمضان کا مہینہ سب سے زیادہ پیارا ہے اور اس میں توبہ کرنے سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا کرنے سے سب بھائیوں کا گناہ معاف ہو گیا تھا۔

بھائیو! امت کے مسلمان رمضان کے مسائل سے واقف نہیں ہوتے ہیں ان کو بتاؤ اور سمجھاؤ کہ رمضان کا چاند دیکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ جب شعبان کے ۲۹ دن گذر جائیں تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ بعد مغرب چاند دیکھنے کی کوشش کریں، اگر دکھائی دے تو صبح سے روزہ رکھیں اور اگر کسی کو نہ دکھائی دے تو روزہ نہ رکھیں۔

چاند نہ ہونے کی صورت میں تیسویں تاریخ کو کسی قسم کا روزہ رکھنا خواہ وہ نفلی ہو یا رمضان کی قضا ہو، یا نذر کا ہو، یا کفارہ کا ہو سب مکروہ ہیں۔

اگر بوجہ گرد وغبار یا ابر کے مطلع صاف نہ ہو اور چاند دکھائی نہ دے تو ایک دیندار پرہیزگار، معتبر مرد یا دیندار پرہیزگار عورت کی گواہی سے چاند کا ہونا تسلیم کر لیا جائیگا۔ لیکن ایک مرد یا ایک عورت کی گواہی سے روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ مگر عید کے

چاند میں یہ بات نہیں ہے۔ اس میں اگر مطلع پر گرد وغبار یا ابر ہو تو دو دیندار متقی مرد یا ایک مرد اور دو دیندار متقی عورتیں چاند دیکھنے کی گواہی دیں اس وقت چاند کا ہونا مانا جائے گا۔ ایک مرد کی گواہی یا صرف چار عورتوں کی گواہی کا اعتبار ہو گا

اگر مطلع صاف ہو تو چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا چاند ہو جب تک اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان نہ کریں کہ قاضی یا مفتی کا دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب لوگ جھوٹی بات بنا کر نہیں کہہ رہے ہیں اس وقت تک کسی کی بات کا اور گواہی کا یقین نہ کیا جائے گا۔ چاند دیکھنے والوں کی تعداد مقرر نہیں ہے کم سے کم اتنی تعداد ہونی چاہئے کہ اتنے آدمیوں کے جھوٹ بولنے پر متفق نہ کہا جا سکے۔

اگر کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا لیکن اس کی گواہی کسی نے قبول نہ کی تو اس چاند دیکھنے والے پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے۔ ایسا ہی اگر عید کا چاند صرف ایک ہی شخص نے دیکھا اور اس کی گواہی قبول نہیں کی گئی تب بھی اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے۔ اگر اس نے روزہ نہ رکھا، تو کفارہ دینا نہیں پڑے گا صرف قضا لازم آئے گی۔

چاند کے بڑے چھوٹے ہونے یا اونچا نیچا ہونے یا ہندوؤں کی دوج وغیرہ سے سند لینے کا شریعت میں کچھ اعتبار نہیں ہے، ایسے ہی چاند دیکھنے کی افواہوں پر یقین کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ خود دیکھنے والا اپنی عینی شہادت پیش نہ کرے، اور اس کی شہادت کو قاضی یا علما مسلم نہ کریں۔

اگر کسی ایک اور دیندار آدمی نے رمضان کا چاند دیکھا تو اس پر لازم ہے کہ اسی رات قاضی یا مفتی کے پاس جا کر چاند دیکھنے کی گواہی دے خواہ وہ عورت ہو یا مرد اور اگر چاند دیکھنے والا ایسے گاؤں میں ہو جہاں حاکم و قاضی و مفتی موجود نہ ہو تو اس بستی کی مسجد میں جا کر مسلمانوں کے سامنے گواہی دینی چاہئے اور مسلمانوں پر واجب ہو گا کہ اس کی بات پر اعتبار کر کے روزہ رکھ لیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے تھے ۔ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ۔ یعنی الٰہی اس چاند کو ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کی حالت میں رکھ (اے چاند) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے ۔ پس مسلمانوں کو بھی چاہئیے کہ وہ بھی چاند دیکھنے کے بعد یہی دعا پڑھا کریں ۔

رمضان شریف کے روزے اسلام کا تیسرا رکن ہیں ، ہر بالغ عاقل تندرست مقیم پر ان کا رکھنا فرض ہے ۔ جو شخص انکی فرضیت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور جو بے عذر ترک کرے فاسق بے دین ہے ۔

روزہ اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عورتوں سے صحبت کرنے سے رُکا رہنے کو کہتے ہیں ۔

روزہ تین قسم کا ہوتا ہے ایک فرض دوسرا واجب تیسرا نفل ۔ فرض روزہ کی بھی دو قسمیں ہیں ، ایک کو معین کہتے ہیں یعنی جس کا وقت مقرر اور مخصوص ہو جیسا رمضان کا روزہ اور دوسرا غیر معین جس کا وقت مقرر نہ ہو جیسے رمضان کے قضا کا روزہ ۔ یا کفارے کے روزے ۔

واجب روزہ بھی دو قسم کا ہے ایک واجب معین جیسے کوئی شخص کسی مقررہ تاریخ میں روزہ کی نذر مانے دوسرا واجب غیر معین کہ بغیر کسی خاص دن کو مقرر کئے روزہ کی منت مانی جائے ۔ مگر نفل روزہ ایک ہی قسم کا ہے ۔

رمضان کے دنوں میں اگر صرف روزے کی نیت کرے یا روزہ فرض کی ، یا روزہ نفل کی تو سب صورتوں میں روزہ رمضان ہی کا ہوگا اور اگر قضا یا کفارہ کے روزے کی نیت رمضان میں کرلی تو اگر نیت کرنے والا بیمار اور مسافر نہیں ہے تو یہ دونوں روزے رمضان ہی میں شمار ہوں گے قضا اور کفارہ میں اُن کا

تمام نہیں ہوگا۔ اور اگر نیت کرنے والا مسافر یا بیمار ہے تو اس کی نیت کے موافق یہ روزہ قضا یا کفارہ کی طرف سے سمجھا جائے گا۔

رمضان میں اس کا تمام نہیں ہوگا۔

رمضان کے تیسوں روزوں کی نیت الگ الگ ہونی چاہیے تمام مہینہ کی ایک ہی مرتبہ کرلینی کافی نہیں ہے رمضان کے روزے کی نیت سورج چھپنے سے لیکر دوسرے دن کی دوپہر تک ہوسکتی ہے۔ خواہ کسی وقت کرلے۔

نیت کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ زبان سے ہو یا عربی الفاظ میں ہو بلکہ دل میں یہ ارادہ اور خیال کرنا کہ میں رمضان کا فرض روزہ رکھتا ہوں کافی ہے لیکن اگر زبان سے بھی لفظوں میں نیت کے الفاظ کہدے تو یہ زیادہ اچھی بات ہے۔

روزہ کافر اور دیوانے اور نابالغ پر واجب نہیں ہے تندرست مکلف مسلمان پر جو مسافر نہ ہو روزوں کا ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر اور مریض پر تمام مسافرت اور مرض میں روزہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص سفر میں یا مرض میں روزہ رکھے اور روزہ کے سبب اس کے مرض میں ترقی کا اندیشہ نہ ہو یا روزہ سے مسافرت میں کسی خاص تکلیف کا ڈر نہ ہو تو روزہ رکھنے سے اس پر کچھ گناہ نہیں ہوگا لیکن بیماری سے تندرست ہوکر اور سفر سے فارغ ہوکر روزہ کی قضا ادا کرنی ضروری ہوگی

عورتوں کو حیض ونفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے جب پاک ہوجائیں تب قضا ادا کریں۔

اگر کسی بیمار کو روزہ رکھنے سے مرجانے یا کسی عضو کے بیکار ہوجانے یا مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو یا حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنے یا اپنے بچہ کی

جان کا ڈر ہو تو ایسی حالت میں وہ ہرگز ہرگز روزہ نہ رکھے۔ اس عذر کے دور ہونے کے بعد قضا ادا کر دے۔ اور اگر بیمار یا مسافر اس حالت میں مر جائے تو قضا واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر مریض و مسافر کچھ دنوں تندرست رہ کر مر جائے تو ایام تندرستی کی قضا ضروری ہوگی اور اگر روزے ایام تندرستی کے قضا کرے تو خیر اور اگر قضا کئے بغیر مر گیا اور فدیہ دینے کی وصیت کر دی تو وارث کو میت کے تہائی مال میں سے تندرستی کے دنوں کا شمار کر کے ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو بقدر فطرہ کھانا دینا واجب ہوگا اور اگر وصیت نہ کی تو وارث کے ذمہ واجب نہیں ہے اور وارث کو اختیار ہے کہ چاہے فدیہ دے۔ چاہے نہ دے۔

انتہائی بڑھاپے کی کمزوری میں ہر عورت مرد کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے بدلے فدیہ دیا کرے فدیہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گیہوں کسی مسکین کو دیئے جائیں یا دو وقت کسی مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص مفلس ہو اور فدیہ نہ دے سکتا ہو تو اس کو استغفار پڑھ لینی چاہیئے۔ لیکن اگر فدیہ دینے کے بعد کسی شخص کے بدن میں روزہ رکھنے کی طاقت آجائے تو اس کو روزوں کی قضا ادا کرنی پڑے گی

سال بھر میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ ایک شوال کی پہلی یعنی عید کے دن۔ دوسرے ذالحجہ کی دسویں یعنی بقر عید کے دن۔ تیسرے ذالحجہ کی گیارہویں یعنی بقر عید کے دوسرے دن۔ چوتھے ذالحجہ کی بارہویں۔ پانچویں ذالحجہ کی تیرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

بھائیو! روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر بھول کر کچھ کھا لیا یا پی لیا، یا جماع کر لیا یا دھواں یا غبار یا مکھی خود بخود حلق میں چلی گئی یا غسل کیا یا تیل ملا یا سرمہ لگایا یا خواہ کوئی وقت بھی ہو مالیدہ لیا یا دن کو سوتے میں نہانے کی ضرورت ہوگئی یا کلی کرنے

کے بعد بھی جو ریزی باقی رہ گئی وہ تھوک کے ساتھ حلق میں چلی گئی یا دانتوں میں کوئی چیز رہ گئی تھی اور وہ چنے کے دانے سے چھوٹی تھی خود بخود حلق کے اندر چلی گئی یا رات کو نہانے کی ضرورت تھی، اور بے نہائے روزہ رکھ لیا یا کسی کی غیبت کی یا جھوٹ بولا یا پچھنے لگائے یا فصد کھلوائی، یا خود بخود قے ہوگئی۔ چاہے وہ کم ہو یا منہ بھر کر یا خود قصداً قے کی۔ اور وہ منہ بھر کے نہ ہوئی، یا مسواک کی خواہ وہ کسی وقت ہو ان سب صورتوں میں روزہ ہو جائے گا، اور وہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر رات کو نہانے کی حاجت ہوئی تھی اور صبح بے نہائے روزہ رکھ لیا اور غسل نہ کیا، تو روزہ تو ہو جائے گا لیکن ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اول تو صبح کی نماز قضا ہوئی دوسرے روزہ میں ناپاک رہنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے روزہ میں جھوٹ اور غیبت بہت زیادہ گناہ ہے اور بغیر روزہ کے بھی گناہ ہے، مگر اس سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔

اور روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اگر کلی کرنے میں پانی حلق کے نیچے اتر گیا یا کسی نے جبراً روزہ تڑوا دیا یا بیماری کے سبب کان یا ناک میں دوا ٹپکائی یا دماغ یا پیٹ کے زخم میں دوا لگائی، اور دوا پیٹ یا دماغ کے اندر پہنچ گئی یا ہو یا کنکر پتھر وغیرہ جو کہ نہ دوا ہو نہ غذا کوئی شخص نگل گیا یا اپنے ارادہ سے منہ بھر کے قے کی، یا صبح ہو چکی تھی اور رات خیال کر کے کھاتا پیتا رہا یا سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ لیکن غروب سمجھ کر روزہ افطار کر لیا، یا کسی نے بھول کر کچھ کھا لیا اور غلطی سے یہ سمجھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس لئے قصداً پھر کھا لیا یا کسی سوتے ہوئے روزہ دار کے حلق میں پانی ڈال دیا گیا یا کسی سوتی ہوئی روزہ دار عورت، یا بیہوش عورت سے جماع کر لیا گیا یا رمضان کے دنوں میں کھانے پینے جماع کرنے سے تو باز رہا، لیکن نہ روزہ کی نیت کی اور نہ افطار کی تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ہوگا۔ اور قضا لازم

آئے گی۔ لیکن کفارہ لازم نہیں آئے گا۔ البتہ جس مرد نے سوتی ہوئی یا بیہوش عورت سے جماع کیا اس مرد پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

بلا ضرورت کسی چیز کو چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے اور ضرورت ہو تو جائز ہے۔

بچہ والی عورت اگر کوئی چیز چبا کر بچہ کو کھلائے تو بغیر کراہت کے جائز ہے۔

اگر کوئی شخص کھانا کھا رہا تھا، یا جماع کر رہا تھا اور اس حالت میں صبح صادق طلوع ہو گئی اور وہ فوراً رک گیا تو اس کا روزہ ہو جائے گا

اگر رمضان میں بحالت روزہ قصداً کھانا یا پیا جائے عمداً ہو یاد ہو یا جماع کیا جائے مرد ہو یا عورت تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ لیکن بجائے اس دن کے ایک دن قضا کا روزہ رکھنا ہوگا اور کفارہ اس کے علاوہ دینا پڑیگا کفارہ یہ ہے کہ یا تو ایک لونڈی یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے اور اگر ایک روزہ بھی بیچ میں ناغہ ہو جائے تو پھر دوبارہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر ایک روزہ توڑا تو بھی ایک کفارہ دینا ہوگا اور کئی روزے توڑے تھے یا ایک کر سارے رمضان کے روزے رکھتا گیا اور جان بوجھ کر توڑتا گیا، تو کفارہ سب کا ایک ہی دینا ہوگا البتہ ایک روزہ کا کفارہ دینے کے بعد دوسرا روزہ توڑے گا تو دوسرا کفارہ دینا پڑے گا

جب افطار کا وقت ہو جائے تو افطار میں دیر نہ کی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین برقرار قائم رہیگا۔ جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اور رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وقت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ رسول اللہ علیہ مغرب کی نماز سے پہلے افطار کیا کرتے تھے۔

سحری آخر وقت کھائی جائے ، جو لوگ سحری نہیں کھاتے ، وہ سنت کو ترک کرتے ہیں ، یا جو لوگ سحری کئی گھنٹے پہلے کھا لیتے ہیں وہ بھی ٹھیک نہیں کرتے ہیں جتنی افطار میں جلدی کرنی چاہیئے اتنی ہی سحری میں دیر کرنی چاہیئے۔ مگر اتنی دیر بھی نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے اور ہم کھاتے رہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا اور مسواک کرنا پیغمبروں کی خوبیوں میں سے ہے

بھائیو ان ضروری مسائل کو اچھی طرح سمجھ لو اور ان پر پوری توجہ سے عمل کرو اللہ تم کو اس ماہ مبارک کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

یہاں تک تو میرے مضامین تھے جو رمضان شریف کے خطبوں میں شایع ہو چکے ہیں۔ اب اس کے بعد مفتی اعظم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب دہلوی کا رسالہ درج کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ پہلے کبھی شایع نہیں ہوا قلمی لکھا ہوا مولانا نے عنایت فرمایا اس کی زبان بہت سادہ اور عام فہم ہے اس واسطے میں نے اس رسالہ کی عبارت میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی جیسا وہ تھا ویسا ہی اس کو لکھنے اور چھپنے کو دیدیا امید ہے کہ ناظرین کو میرے خطبوں اور مولانا کے اس رسالہ سے روزہ کے تمام احکام و مسائل معلوم ہو جائینگے اور اس واسطے میں نے اس رسالہ کا نام روزہ کے سب احکام و مسائل رکھا ہے

حسن نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اعظم علی عبادہ المنۃ اذ جعل الصوم حصنا لاولیائہ وجنۃ وفتح لہم ابواب الجنۃ والصلوٰۃ علی سیدنا وسیدنا محمد قائد الحق وممھد السنۃ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

امابعد حقیر پرتقصیر محمد عبدالرحیم ابن مولانا مولوی مفتی حکیم محمد عبدالکریم الفاروقی الحنفی الدہلوی جمیع اہل اسلام کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ارکان اسلام میں روزہ ایک ایسی اشرف واعلیٰ عبادت ہے کہ جس کے اجر وثواب کا کوئی اندازہ وحساب نہیں اس لئے کہ صابرین کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب اور روزہ بھی صبر ہے پھر حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس حصوں سے سات سو حصوں تک ہے مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں یا میں اس کا بدلہ دوں گا بندہ میرے لئے اپنی خواہش نفس اور کھانے پینے کو چھوڑتا ہے۔ اور بموجب احادیث صحیح کے روزہ نصف صبر ہے اور صبر نصف ایمان ہے تو روزہ ربع ایمان ہوا اور آیۃ کلوا واشربوا ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایام صیام ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے کھانا پینا چھوڑا تھا اور ولا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ عمل اُن کا روزہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے کھانا پینا چھوڑا تھا اور اس سے زیادہ فضیلت روزہ کی کیا ہوگی کہ روزہ داروں

روزہ کے اجر وثواب

کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وعدہ دیا گیا ہے حدیث صحیح میں ہے کہ روزہ دار کے لئے دو
خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے پروردگار کی ملاقات کے
وقت اور حدیث صحیح میں ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک
کی خوشبو سے بہتر ہے اور حدیث میں ہے کہ ہر چیز کا دروازہ ہے اور عبادت کا دروازہ
روزہ ہے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ روزہ دار کی نسبت اپنے فرشتوں
سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندہ کو اس نے میرے لئے کس طرح اپنی خواہش ولذت
اور کھانے پینے کو چھوڑ دیا ہے اور حدیث میں ہے کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ
کی شفاعت کریں گے روزہ کہیگا اے پروردگار میں نے اس کو دن کے کھانے پینے اور
نفس کی خواہش سے روکا تھا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما قرآن کہیگا کہ
اے پروردگار میں نے اس کو رات کے سونے سے باز رکھا تھا میری شفاعت اس
کے حق میں قبول فرما، پھر دونوں کی شفاعت قبول ہو گی۔ غرضکہ روزہ دار کو اللہ تعالیٰ
وہم وگمان اور اندازہ اور حساب سے زیادہ اجر و ثواب بعض نفیس بلا وساطت ملائکہ
عطا فرمائیگا اور یہ اس لئے کہ گو تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہیں مگر روزہ
اعمال باطنی سے ہے اور محض صبر کے ساتھ خاص اسی کی ذات پاک کی طرف منسوب
ہے اور اس کی ذات پاک کے سوا اور کسی کو اس کی خبر و علم نہیں ہوتا باقی اور عبادتیں جو
کار ہو یا زکواۃ یا صدقات و خیرات ہوان سے اور لوگ بھی واقف ہوتے اور دیکھتے ہیں
دوسرے یہ کہ کھانے پینے اور شہوات نفسانی پورا کرنے سے نفس و شیطان کو تقویت ہوتی
ہے اور سب سے زیادہ دشمن انسان کا اس کا نفس اور شیطان ہے وہ روزہ سے مقہور
ہوتے ہیں بلکہ تمام قوائے نفسانیہ منکسر اور مضمحل ہو جاتے ہیں اور ان کے مقہور و منکسر ہونے
سے قوائے ملکیہ قوی ہو جاتے ہیں اور تشبہ بالملائکہ اور صفات ملکی پیدا ہو جاتے ہیں
اس وقت بندہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اس لئے روزہ کو گناہوں کی سپر اور ڈھال

عبادت کا فرمایا گیا ہے اور یہی اصل مقصود روزہ کا ہے کہ خواہشات نفس کو روکنے سے قوائے شہوانی و بہیمی و شیطانی سب منکسر و مضمحل ہو جائیں اور تخلق بخلق من اخلاق اللہ اور اقتدار اور تشبیہ بالملائکہ پیدا ہو کیونکہ جب تک آدمی نفس اور خواہشات نفس کا تابع ہے وہ جانوروں سے بھی بدتر اور اسفل السافلین میں گرجاتا ہے اور جب خواہشات نفس کو روکتا ہے تو اعلیٰ علیین اور ملائکہ مقربین تک پہنچ جاتا ہے۔

قطعہ

وسعم تا قبیل آدمی زادہ طرفہ معجونیست	از فرشتہ سرشتہ وز حیوان،
گر کند میل این شود کم از این	ور کند قصد آن شود بہ از آن

اسی بنا پر روزہ صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ آدمی محض کھانے پینے اور عورتوں کے پاس جانے سے باز رہے بلکہ کامل روزہ یہ ہے کہ تمام اعمال رذیلہ اور اقوال ذمیمہ اور خصائل خبیثہ اور اخلاق دنیہ سے باز رہے مثلاً آنکھ سے جن چیزوں کا دیکھنا مذموم و مکروہ ہے ان کے دیکھنے سے نظر کو روکے یہ آنکھ کا روزہ ہے۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے النظرۃ سھم مسموم من سھام ابلیس لعنۃ اللہ فمن ترکھا خوفاً من اللہ اتاہ اللہ عزوجل ایماناً یجد حلاوتہ فی قلبہ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے خمس یفطرن الصائم الکذب والغیبۃ والنمیمۃ والیمین الکاذبۃ والنظر بشھوۃ دوسرے زبان کو بدیان اور لایعنی کلام اور جھوٹ اور غیبت اور فحش اور لڑائی جھگڑہ وغیرہ سے روکے اور ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مجید میں مشغول رہے یہ زبان کا روزہ ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے والصیام جنۃ واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی امرؤ صائم اور حدیث میں ہے کہ زمانہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں دو عورتوں نے روزہ رکھا مگر آخر دن انکو بھوک پیاس کی سخت تکلیف ہوئی اور قریب ہلاکت ہو گئیں انہوں نے کسی کو حضور سرور عالم صلعم کی

خدمت اقدس میں بھیجکر اجازت روزہ کے افطار کی چاہی جناب سرور عالم صلعم نے
اُن کے پاس ایک پیالہ بھیجا کہ تم دونوں نے جو کچھ کھایا ہے اُس کو اس میں قے کر دو انہوں نے
خون پارہ اور گوشت کے چوڑے چوڑے ٹکڑوں کی قے کی آدھا ایک عورت کی قے سے
اور آدھا دوسری عورت کی قے سے اس طرح سارا پیالہ بھر گیا لوگوں کو یہ دیکھکر تعجب ہوا
جناب سرور عالم صلعم نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے پاک اور حلال کھانوں سے
تو روزہ رکھا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس سے افطار کیا یعنی ان
دونوں نے باہم بیٹھکر لوگوں کی غیبت کی یہ انھیں کا گوشت ہے جو انہوں نے کھایا۔[1]
اور دو شخصوں نے جناب سرور عالم صلعم کے پیچھے نماز ظہر و عصر پڑھی اور وہ دونوں روزہ
سے تھے جب آنحضرت صلعم نماز پڑھ چکے تو ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں پھر وضو کرو
اور نماز پڑھو اور اس روزہ کو پورا کرکے اس کے بدلہ دوسرا روزہ رکھو ان دونوں
عرض کیا کہ یہ کس وجہ سے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم دونوں نے فلاں شخص کی غیبت
کی تیسرے کانوں کو ان باتوں کے سننے سے جنکا کہنا حرام و ناجائز ہے روکے یہ کان
کا روزہ ہے یعنی جھوٹ و غیبت کا جس طرح کہنا حرام ہے انکو کان لگاکر سننا بھی
حرام ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ حرام کے کھانیوالوں اور جھوٹ کے سننے والوں کو دونو
کو برابر فرماتا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت اور لولا ینھاھم الربانیون
والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت اور فرمایا آنحضرت صلعم نے المغتاب والمستمع شریکان فی
الاثم اسی طرح ہاتھ پاؤں تمام اعضا جوارح کو ناجائز اور مذموم افعال سے باز رکھے
اور روزہ افطار کرنے کے بعد شبہ کے کھانے سے بچے سارا دن حلال کھانوں سے
بند رہا اور شام کو حرام یا شبہ کا کھانا کھانا سخت بُرا ہے اور پھر روزہ کھول کر حلال

[1] سچ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ

کھائے بھی خوب پیٹ بھر کر نہ کھائے خصوصاً عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تاکہ اصلی مقصود روزہ کا جو انکسار و اضمحلال شہوات و لذات نفسانیہ ہے وہ فوت نہ ہو اور جس طرح ہر عبادت ادا کرنے کے بعد ہر شخص کو یہ فکر و اضطراب ہونا چاہیئے کہ آیا یہ ہمارے ٹوٹی پھوٹی عبادت حضرت حق جل علا کی بارگاہ میں قبول ہوئی یا نہیں اسی طرح روزہ افطار کرنے کے بعد روزہ دار کی حالت بھی مضطرب اور معلق بین الخوف والرجا ہونی چاہیئے کہ آیا یہ ہمارا روزہ جناب باری عز اسمہ میں مقبول ہوا یا مردود ہوا۔ معاصی باطنی کے ہر روزہ دار کو احتیاط کے ساتھ پابندی ضروری ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں فرمایا حضور اکرم نبی کریم صلعم نے من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کم من صائم لیس من صیامہ الا الظماء وکم من قائم لیس من قیامہ سہی روزہ وار جب جھوٹ غیبت بہتان اور فحش اور لایعنی کلام اور واہی تباہی اور جھگڑے و لڑائی وغیرہ سے روزہ میں پرہیز نہیں کرتا تو پھر بھوکا پیاسا رہنے کے اور کچھ ثواب اس کو نہیں ملتا۔ حضرات آپ ان باتوں سے بچو اور سارا دن کی بھوک پیاس اور محنت اور مشقت کو ان بری باتوں سے ضائع مت کرو بلکہ سوا روزہ کے دنوں کے اور دنوں میں بھی ان سب گناہوں سے خصوصاً زبان کے گناہوں سے سب جو زیادہ تر زبان کے ہی گناہوں سے آدمی دوزخ میں ڈالا جاتا ہے حدیث میں ہے وھل یکب الناس فی النار علی مناخرھم الا حصائد السنتھم اور حدیث میں ہے ان اکثر خطایا ابن آدم فی اللسان روزہ کا زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر پچھلے انبیا علیہم السلام کی امتوں پر بھی فرض تھا مثلاً حضرت آدم عم پر ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرھویں چودویں پندرھویں کے روزہ فرض تھے۔ یہودیوں پر عشرہ محرم کا روزہ اور ہر ہفتہ کے دن کا روزہ فرض تھا نصاریٰ پر رمضان کے روزہ فرض تھے مگر انہوں نے بوجہ سخت سردی

یا سخت گرمی کے بدل کر ربیع یعنی موسم بہار میں مقرر کر لئے اور اس تغیر کی وجہ سے میں روزے
بطور کفارہ زیادہ کرکے بجائے تیس کے پچاس کر لئے۔ اسلام میں رمضان کا روزہ
از ماہ شعبان ۲ھ ہجری یعنی ہجرت سے ڈیڑھ برس بعد آیہ کتب علیکم الصیام کما
کتب علی الذین من قبلکم سے فرض کیا گیا حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی
ہے کہ شعبان کے اخیر دن جناب سرور عالم صلعم نے یہ خطبہ پڑھا کہ اے لوگو ایک بڑا
مہینہ تم پر آ رہا وہ مبارک مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے
بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے تم پر فرض کئے اور اس کی راتوں کی
عبادت نفل کی جو کوئی اس مہینہ میں کوئی نیک کام نفل کرے تو اس کا ثواب ایسا
ہے جیسے اور دنوں میں فرض ادا کرنے کا اور اس مہینہ میں فرض کے ادا کرنے کا اتنا
ثواب ہے جیسے اور دنوں کے ستر فرض ادا کرنے کا۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب
جنت ہے اور یہ مہینہ غمخواری و سلوک[۱] کا ہے۔ وہ مہینہ ہے کہ جس میں مومنوں
کے رزق میں برکت دیجاتی ہے جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ کھلوادے یعنی
کھانا کھلوادے اُس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (خواہ غنی ہو یا فقیر ہو ۱۲ مرقاۃ) اور وہ دوزخ سے آزاد ہوجاتا ہے
اور اس روزہ کھلوانے والے کے لئے ایسا ہی اجر ہوتا ہے جتنا اجر روزہ رکھنے والے
کیلئے ہے بغیر اس کے کہ روزہ رکھنے والے کے اجر سے کچھ کم ہو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ہم سب کو ایسی وسعت نہیں ہے کہ روزہ دار کو افطار پر کھانا کھلوادیں تو
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا جو روزہ دار کا روزہ
ایک دودھ کے گھونٹ پر یا کھجور پر یا پانی کے شربت پر کھلوادے اور جو روزہ دار کو

[۱] حدیث میں لفظ مواساۃ ہے منتخب اللغات میں ہے مواساۃ [illegible] غمخواری کردن ملا علی قاریؒ مرقات میں لکھتے ہیں کہ اس سے دنیا و معاش میں مسلمانوں کو نفع و بہم کرنا مراد ہے شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اس حدیث میں تمام افراد انسانی پر علی الخصوص فقراء اور ہمسایہ پر خود احسان کرنے کی تنبیہ ہے ۱۲ منہ

فضائل رمضان المبارک

پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو میری حوض میں سے وہ پانی پلاوے گا کہ پھر پیاس نہ لگیگی یہاں تک کہ داخل جنت ہو اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اوّل میں رحمت ہے اور اُس کے اوسط میں مغفرت ہے اور اُس کے آخر میں دوزخ سے آزادی ہے جو اس مہینہ میں اپنی مملوک یعنی لونڈی غلام سے ہلکا کام لے اللہ تعالیٰ اس کو بخشتا ہے اور دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازہ کھول دئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ایک دروازہ اُن میں سے باب الریان ہے اس میں روزہ دار ہی داخل ہوں گے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جس نے ایمان اور طلب ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھے اُس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو رمضان کی راتوں میں ایمان اور طلب ثواب کے لئے عبادت الٰہی میں کھڑا رہا اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں او جو شب قدر کو ایمان و طلب ثواب کے لئے عبادت الٰہی میں کھڑا رہا اُس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ یہ رمضان کا مہینہ جو تم پر آتا ہے ایسا ہے کہ اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جنت آراستہ کیجاتی ہے رمضان کے لئے شروع برس سے دوسرے برس تک اور جب پہلی رمضان کی ہوتی ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے ہوا حوروں پر چلتی ہے پھر وہ کہتی ہیں کہ اے پروردگار ہمکو اپنے ایسے بندوں کی بیویاں کردے کہ ان سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انکی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ رمضان کی آخر رات میں میری امت کی مغفرت کی جاتی ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا وہ رات لیلۃ القدر ہے

تو فرمایا کہ نہیں لیکن جب مزدور ایسا کام کر سکتا ہے تو پوری مزدوری دی جاتی ہے۔ لغت میں صوم کے معنی مطلقاً کھانے پینے بات چیت سے رکا رہے اور بند رہنے کے ہیں۔ اور شرعاً مسلمان کو مرد ہو یا عورت اور عورت ہو تو حیض نفاس سے پاک صاف ہو صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کی نیت تواب رکا رہنا اور بند رہنا ہے۔ روزہ کے شرائط تین قسم کے ہیں ایک تو شرائط صحت ادا کے ہیں کہ انپر روزہ کا صحیح ہونا موقوف ہے وہ دو ہیں نیت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا دوسری شرائط وجوب اور وہ تین ہیں اسلام عقل بلوغ تیسری شرائط وجوب ادا وہ دو ہیں تندرستی اقامت اور روزہ کی پانچ قسمیں ہیں فرض واجب نفل مکروہ تحریمی مکروہ تنزیہی اور فرض کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو معین بوقت خاص جیسے روزہ رمضان کا دوسری غیر معین جس میں وقت خاص پر ادا کرنے کی قید نہ ہو جیسے رمضان کے قضا کے روزے اور کفارات قتل خطا وغیرہ کے روزے۔ اور واجب کی بھی دو قسمیں ہیں ایک معین بوقت خاص جیسی نذر معین کسی خاص دن یا مہینہ کے دوسری غیر معین جیسی مطلق نذر جس میں تعین نہ ہو ماہ نہ ہو اور نفل کے روزے بھی دو قسم پر ہیں ایک مسنون جیسے عشرہ محرم کا روزہ دوسرے مستحب جیسے ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہویں چودھویں پندرہویں کے روزہ اور مکروہ تحریمی جیسے ایام عیدین اور ایام تشریق کے روزے اور مکروہ تنزیہی جیسے تنہا عشرہ محرم کا روزہ لیکن ہر روزہ کا سبب مختلف ہے نذر کے روزہ کا سبب نذر ہے کفاروں کے روزوں میں کفارہ کے اسباب ہیں جیسے بحالت احرام کسی جانور کا شکار کر لینا یا از راہ خطا کسی کا قتل ہو جانا اور قضا کے روزے رکھنے کا سبب وجوب ادا کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً بیمار تھا تندرست ہو گیا مسافر تھا مقیم ہو گیا اور رمضان کے روزہ کا سبب مہینہ بھر کے دنوں میں ہر دن کے اس

پہلے حرج کا حاضر و موجود ہوتا ہے جس میں روزہ رکھنا ممکن ہے اور وہ طلوع صبح صادق سے نصف النہار شرعی[51] یعنی دوپہر سے کچھ پہلے تک کا وقت ہے حتیٰ کہ اگر مجنون رمضان کی پہلی رات میں یا ماہ رمضان کے وسط کی رات میں یا رمضان کے آخر دن میں بعد دوپہر کے یا رمضان کے کسی دن میں بعد دوپہر کے جنون سے اچھا ہو گیا اور پھر صبح صادق ہونے سے پہلے بدستور مجنون ہو گیا اور پھر سارے مہینہ مجنون رہا تو روایت معتبر یہ ہے اس پر رمضان کی قضا نہیں اور اچھا ہونے سے یہ مراد ہے کہ بالکل سب جنون جاتا رہا اور اگر کوئی ایک دو بات ہوشیاری کی کرلے تو وہ معتبر نہیں۔ اور اصل سب روزہ کی دل سے کرنا شرط ہے مگر سنت[52] یہ ہے کہ زبان سے بھی کہے کہ میں کل فلاں روزہ رکھوں گا یا آج فلاں روزہ رکھا اور رمضان کا روزہ اور نذر معین کا روزہ اور نفل روزہ خواہ سنت ہو مستحب یا مکروہ سورج ڈوبنے کے بعد رات کو نصف النہار شرعی تک روزہ کی نیت کرنے سے درست ہوتا ہے[53] خواہ مسافر ہو یا مقیم اور تندرست ہو یا بیمار اور نفل روزہ اس نیت کرنے سے روزہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ بعد طلوع صبح صادق کے سہواً یا عمداً

---

[51] شرعی دن صبح کی جانب سرخی پھیل جانے سے آفتاب ڈوبنے تک ہے تو نصف النہار زوال سے کچھ پہلے ہوگا ۱۲

[52] سنت سے مراد سنت مشائخ ہے سنت حضرت نبی کریم صلعم کیونکہ آنحضرتؐ سے اس طرح زبان سے کہنا مروی نہیں ۱۲

[53] امام شافعیؒ کے نزدیک رمضان کا روزہ اور نذر معین کا روزہ دن کی نیت کرنے سے نہیں ہوتا رات سے نیت کرلی چاہئے نفل روزہ دن کی نیت سے بھی ہو جاتا ہے اور یہی قول امام احمد رح کا ہے اور امام مالک رح کے نزدیک فرض و نفل روزہ بغیر رات کی نیت کے جائز نہیں ۲۲ منہ

نہ کچھ کھایا ہو نہ پیا ہو نہ جماع کیا ہو اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات سہواً یا عمداً بعد طلوع صبح صادق کے ہو گی تو اب نیت روزہ جائز نہ ہو گی اور اگر سورج کے غروب ہونے کے وقت یا غروب سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھو نگا تو درست نہیں ہو گا مثلاً ایک شخص نے سورج غروب ہونے سے پہلے نیت کی کہ میں کل روزہ رکھو نگا پھر سو گیا یا بیہوش ہو گیا یا غفلت ہو گئی اور پھر دوپہر ڈھلنے کے بعد ہوشیار ہوا تو روزہ جائز نہ ہوا اور اگر بعد سورج ڈوبنے کے کل کے روزہ کی نیت کی یا طلوع صبح صادق نیت کی تو جائز ہو گا اسی طرح نصف النہار شرعی کے بعد بلکہ نصف النہار پر بھی روزہ کی نیت سے روزہ جائز نہ ہو گا۔ اور تینوں اقسام مذکورہ بالا کے روزے مطلق روزہ کی نیت سے بھی درست ہو نگے اور نفل کی نیت سے بھی درست ہو نگے اور صرف ادائے رمضان کے روزے کسی دوسرے واجب کی نیت سے بھی درست ہوں گے[52] اور اگر کسی مریض یا مسافر نے رمضان میں بلا تعین کسی دوسرے واجب یا نفل روزہ کے مطلق روزے کی نیت کی تو بالاتفاق رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور اگر کسی نفل روزہ کی یا کسی دوسرے واجب روزے کی نیت کی تو اکثر فقہاء کے نزدیک جس روزہ نفل یا واجب کی نیت کی وہ ہی نفل یا واجب روزہ ہو گا رمضان کا نہ ہو گا اور اسی کو اصح اور ظاہر الروایہ کہا گیا ہے اور بعض کے نزدیک صرف مسافر نے جو روزہ نیت دوسرے کے رکھا وہ تو وہی واجب روزہ ہو گا جسکی اس نے نیت کی باقی صورتوں میں[51] مریض و مسافر کا روزہ رمضان ہی کا روزہ ہو گا

[51] اور امام شافعیؒ کے نزدیک رمضان کا روزہ اور نذر معین کا روزہ مطلق روزہ کی نیت سے درست نہیں یہی قول امام مالکؒ اور امام احمد حنبلؒ کا ہے اور انہیں روزوں کو نیت نفل روزہ رکھنے والا امام شافعیؒ کے نزدیک نفل عبث کا کرنے والا ہے نہ فرض روزہ کا روزہ دار ہو گا نہ نفل کا ۱۲ منہ

[52] یعنی اگر مریض نے نفل روزہ کی نیت کی یا کسی دوسرے واجب روزہ کی نیت) دیکھو صفحہ ۲۸

(حاشیہ بین السطور: یعنی رمضان کا روزہ اور نذر معین کا اور نفل روزہ ۱۲ منہ)

بعض اسی کو اصح کہتے ہیں اور نذر معین کا روزہ کسی دوسری واجب روزہ کی نیت سے جیسے قضا رمضان یا کفارہ کے صحیح نہیں ہوگا بلکہ جس واجب روزہ کی نیت کریگا وہی واجب روزہ ہوگا خواہ تندرست ہو یا بیمار یا مقیم ہو یا مسافر اور اس صورت میں نذر کا روزہ رکھنا پڑے گا اور نفل روزہ کی نیت سے نذر معین کا روزہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہو جائیگا اور امام محمد رح کے نزدیک نفل ہی کا ہوگا نذر کا نہ ہوگا اور اگر مقیم نے رمضان میں اس رمضان کے روزہ کی نیت کے سوا کسی اور روزہ کی نیت سے بوجہ ناواقفیت روزہ رکھ لیا تو وہ اسی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور ہمارے ہرسہ آئمہ کے نزدیک مقیم ہو یا مسافر رمضان کے ہر دن کے روزہ کیلئے رات سے ماقبل نصف النہار جدید نیت کرنا ضروری ہے[۱] اور امام مالک رح کے نزدیک تمام مہینہ کے لئے ایک نیت کافی ہے اور یہی قول امام زفر رح کا ہے اور سوا رمضان کے روزہ کی قضا اور کفارہ کے روزے جیسے کفارہ ظہار اور کفارہ قتل اور کفارہ قسم وغیرہ اور نذر مطلق کے روزوں میں صبح صادق کے اول جزو یعنی آخر رات سے نیت کرنا شرط ہے اگر دن کو نیت کرے گا تو نفل ہوں گے اور ان کو پورا کرنا چاہئیے اگر فاسد کردیگا تو قضا رکھنی پڑیگی اور اگر یہ کہا کہ میں نیت کرتا ہوں کہ انشا اللہ تعالیٰ روزہ رکھونگا تو نیت صحیح ہوگی اور اگر رات کو روزہ کی نیت کی اور طلوع فجر سے پہلی رات ہی کو اس نیت روزہ سے

بقیہ صفحہ ۲۷ کے یا مطلق روزہ کی نیت کی تو ہر صورت میں رمضان ہی کا روزہ ہوگا اسی طرح اگر مسافر نے مطلق روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ کی نیت کی تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا ہاں اگر مسافر نے کسی دوسری واجب روزہ کی نیت کی تو وہ رمضان کا روزہ نہ ہوگا وہی واجب روزہ ہوگا جس کی نیت سے رکھا ۱۲ منہ

[۱] اور جن روزوں میں دن کو نیت کرنا درست ہے ان میں افضل یہی ہے کہ رات سے نیت کرے اور جو نسا روزہ رکھنا ہے اس کی نیت معین کرے ۱۲ منہ

پھر گیا تو تمام قسم کے روزوں میں یہ پھر جانا صحیح ہوگا اور اگر رات کو اس نیت روزہ
سے پھر جانے کے بعد اسی حال میں صبح ہوگئی اور پھر سارا دن نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ
نیت روزہ کی کی تو روزہ نہیں ہوا اور رات کو روزہ کی نیت کرنا اور
پھر دن کو یہ نیت کرنا کہ روزہ نہیں رکھونگا تو یہ ہے اور نماز میں روزہ کی نیت
دل سے کرنا صحیح ہے اور اس نیت سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہاں اگر زبان سے نیت
کے الفاظ کہیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اور رمضان میں سحری کھانا نیت ہے اور
رمضان کے سوا اگر کسی روزہ کے لیئے بھی سحری کھائی تو وہ بھی نیت روزہ ہوگی
ہاں اگر اس نیت سے سحری کھائی کہ صبح کو روزہ نہیں رکھونگا تو وہ نیت روزہ
نہیں ہوگی اور اگر یہ نیت کی کہ کل کہیں اگر دعوت میں بلایا جاونگا تو روزہ نہیں رکھونگا
اور اگر دعوت نہ ہوئی تو روزہ رکھونگا یا یہ نیت کی کہ صبح کا کھانا ملگیا تو روزہ نہ رکھونگا
ورنہ روزہ رکھونگا یا سحری کا کھانا مل گیا تو روزہ رکھونگا اور نہ ملا تو نہ رکھونگا تو یہ نیت روزہ
قطعی نہیں ہوئی اس نیت سے روزہ نہیں ہوگا اور اگر رمضان میں اس حال میں صبح
ہوگئی کہ روزہ رکھنے نہ رکھنے کی کچھ نیت نہ کی اور اس شخص کو یہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان
کا ہے تو اس میں دو روایتیں ہیں ایک یہ کہ وہ روزہ دار نہ ہوگا دوسری یہ کہ وہ
روزہ دار ہوگا مگر ظاہر روایت یہ ہے کہ وہ روزہ دار نہ ہوگا اور اگر رمضان کی کسی رات میں
یا دن میں کسی کو غفلت یا بیہوشی ہوگئی یا جنون ہوگیا اور پھر نصف النہار سے پہلے افاقہ
ہوگیا اور روزہ کی نیت کرلی تو درست ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص شروع دن میں رمضان
کے اسلام سے معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر اس کے بعد مسلمان ہوگیا اور قبل نصف النہار
نیت روزہ کی کرلی تو وہ روزہ دار ہے اور جس روزہ میں دن میں نیت روزہ کی
روزہ کی جائز ہے اس میں بہتر یہی ہے کہ رات سے ہی نیت روزہ کی کرلے اور
مسلمانوں کو چاہیئے کہ شعبان کے چاند کو رمضان کی وجہ سے اس کی گنتی پوری کرے

کیلئے اچھی طرح ڈہونڈیں اور دیکھیں پھر جب شعبان کی اونتیس۲۹ تاریخ ہو تو رمضان کے
چاند کو دیکھیں اور ڈہونڈیں اگر اونتیس۲۹ شعبان کو چاند دکھائی دیجاے تو دوسرے دن
رمضان کا روزہ رکھلیں اور اگر بوجہ ابر وغبار کے چاند نہ دکھائی دے تو ماہ شعبان
کے تیس۳۰ دن پورے کر کے پھر روزہ رکہیں اور شک کے دن کا روزہ نہ رکہیں اور
شک کا دن انتیس۲۹ شعبان کے بعد کا دن ہے اب شک یا تو شعبان کے چاند میں
ہے کہ وہ چاند شعبان کا بوجہ ابر وغبار نہیں دیکھا گیا تھا اور اس میں شک ہے کہ آج
تیس۳۰ شعبان ہے یا اکتیس شعبان ہے[1] یا رمضان کے چاند میں شک ہے کہ رمضان
کا چاند بوجہ ابر وغبار کے انتیس۲۹ کو نہیں دیکھا گیا یہ امر مشکوک ہے کہ آج تیس۳۰ شعبان
ہے یا پہلی رمضان یا یہ وجہ شک کی ہے کہ ایک شخص نے چاند دیکھا اور اس کی
شہادت قبول نہیں کی گئی رد کر دیگئی یا دو فاسقوں نے دیکھا اور انکی شہادت رد
کر دیگئی تو اس سے بھی شک پیدا ہوگیا اور اگر انتیس۲۹ شعبان کو مطلع صاف تھا اور کچھ بھی
ابر وغبار نہ تھا اور پھر چاند نہ دکھائی دیا تو وہ شک کا دن نہیں ہے اور خواص یا عوام
کسی کو اس دن کوئی روزہ فرض یا نفل رکھنا نہیں چاہیئے اب شک کا روزہ چند
وجوہ پر ہے ایک تو یہ کہ قطعاً رمضان کے روزے کی نیت کرے یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ
مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے روزوں کی تعداد زیادہ کرلی
تھی اور حدیث میں بھی اس روزہ کی ممانعت ہے کہ رمضان سے پہلے ایک دن یا دو دن

[1] مثلاً ۲۹ رجب روز یکشنبہ کو اور ۳۰ رجب یوم دوشنبہ کو بوجہ ابر وغبار شعبان کا چاند نہیں دکھائی دیا
اب احتمال ۲۹ - اور ۳۰ - دونوں چاند ہونے کا ہے اگر انتیس۲۹ رجب روز یکشنبہ کا چاند رکھا جائے تو چارشنبہ
کو اکتیس شعبان ہوتی ہے اور اگر ۳۰ رجب روز دوشنبہ کا چاند شعبان کا رکھا جائے تو اسی چارشنبہ کو
تیس۳۰ شعبان ہوتی ہے تو چہارشنبہ یوم شک ہے ۱۲ منہ

حکم روزہ یوم شک

کا روزہ نہ رکھو لیکن اگر روزہ رکھ لیے پھر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان ہی کا تھا تو
وہ روزہ رمضان کے روزہ میں محسوب اور جائز ہو جائیگا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ
دن شعبان کا تھا تو نفل ہوگا اور اگر روزہ رکھنے کے بعد پھر کھا پی لیا اور روزہ کھول لیا
تو اس روزہ کی قضا لازم نہ ہوگی کیونکہ وہ ایک طرح مشکوک روزہ تھا دوسرے یہ
کہ رمضان کے سوا کسی دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھے جیسے نذر کا یا
کفارہ کا یا قضا کا تو یہی مقیم کو مکروہ تنزیہی ہے مسافر کو مکروہ نہیں پھر اگر معلوم ہوا کہ وہ
دن رمضان کا ہے تو مقیم کیلئے وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا اور اگر مسافر کیلئے جس
واجب کی نیت کی اُسی کا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مسافر کو بھی مثل مقیم کے مکروہ
تنزیہی ہوگا اور رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو
روایت اصح وہ روزہ اسی دوسرے واجب کا ہوگا جس کی نیت کی اور ایک روایت
یہ ہے کہ وہ نفل ہوگا تیسرے یہ کہ نفل کی نیت کرے اور نہ مکروہ نہیں اور یہی قول
امام مالکؒ کا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس دن کے رمضان ہونے میں شک
ہوا اس دن کا روزہ نہ رکھا جائے مگر نفل روزہ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو کوئی
اس دن کے روزہ رکھنے کا پہلے سے عادی نہیں اس کو نفل ہے اس دن مکروہ
ہے اور ہم حنفیوں کے نزدیک بھی بالاجماع اس دن کا نفل روزہ بہتر وافضل اُسی
شخص کو ہے جو اس دن روزہ رکھنے کا عادی ہے مثلاً کوئی شخص جمعرات کا یا جمعہ کا یا پیر
کا روزہ پہلے سے رکھنے کا عادی ہے اور اس دن بھی اتفاق سے جمعرات یا جمعہ یا پیر ہی
کا دن آپڑا تو اس کو اس دن کا نفل روزہ رکھنا افضل ہے یا اس شخص کو اس دن کا نفل
روزہ رکھنا افضل ہے جو ماہ شعبان کی آخیر تاریخوں کے تین روزہ یا تین سے زیادہ
رکھا کرتا تھا تین سے کم رکھنے والے کو افضل نہیں ہے اور تنہا ایک ہی نفل روزہ شک
کے دن رکھنے کو بعض علما کہتے ہیں کہ نہ رکھنا بہتر ہے بعض کہتے ہیں کہ رکھنا بہتر ہے اور

قول مختار و مفتیٰ بہ یہ ہے کہ جو شخص نہ تو اس یوم شک کے روزہ رکھنے کا پہلے سے عادی ہو نہ آخیر شعبان کے تین دن یا اس دن سے زیادہ روزہ رکھے اور وہ عام مسلمانوں میں سے ہو تو وہ اس شک کے دن کا روزہ نہ رکھے خاص خاص آدمی قاضی مفتی محض اپنی ذات سے احتیاطاً نفل روزہ رکھیں مگر وہ بھی خفیہ کہ عوام کو اس کا علم نہ ہو اور عام آدمیوں کو مفتی و قاضی حکم دیں کہ وہ دوپہر تک منتظر رہیں نہ کچھ کھائیں نہ پئیں اگر دوپہر تک چاند کی رویت صحیح طور سے ثابت نہ ہو تو عام آدمیوں کو کھانے پینے کا حکم دیدیں بعض کے نزدیک قاضی و مفتی بھی قریب دوپہر تک بلا کسی چیز کے کھائے پیئے کے مثل عوام کے انتظار کریں اور دوپہر کو اگر چاند کی رویت محقق نہ ہو تو عوام کو کھانے پینے کا حکم دیدیں اور خود شام تک بہ نیت نفل روزہ پورا کرلیں۔ اور جو شخص یوم شک کے روزہ کی کیفیت و نیت کو بخوبی جانتا ہے اور سمجھتا ہے وہی خاص آدمی ہے اور جو شخص اس کو جانتا نہیں وہ عام آدمی ہے اور اس دن کے نفل روزہ کی معتبر نیت یہ ہے کہ جو شخص اُس دن کے روزہ رکھنے کا عادی نہیں ہے وہ قطعی طور پر نفل روزہ کی نیت کرے اور نہ اپنے دل میں خطرہ و خیال نہ لائے کہ اگر یہ دن شعبان کا ہے تو میرا روزہ نفل ہے اور اگر یہ دن رمضان کا ہے تو میرا روزہ فرض رمضان کا ہے اگر قطعی نیت نفل کرنے کے بعد ایسا خطرہ دل میں پیدا ہو تو اس سے کچھ حرج نہیں کیونکہ اُسی احتمال سے تو احتیاطاً یہ روزہ ہی رکھا ہے۔ چونکہ مفتی و عالم یہ سمجھتے ہیں کہ رمضان کے روزوں میں زیادتی نہیں ہوسکتی اس لئے انکو احتیاطاً رکھ لینا جائز ہے اور عام آدمی کو اس سے زیادتی رمضان کا دہوکہ اور وہم ہونے کا احتمال ہوتا ہے اس لئے ان کو روزہ نہ رکھنا اور محض وقت زوال تک کا انتظار افضل ہے چوتھے یہ کہ اصل نیت میں مذبذب و متردد ہو کہ یہ نیت کرے کہ اگر کل رمضان کا دن ہوا تو میرا روزہ ہے اور اگر شعبان کا دن ہے تو میرا روزہ نہیں ہے

اس نیت سے کوئی روزہ نہیں ہوگا لیکن بعض علما کہتے ہیں کہ اگر نصف النہار سے پہلے
پھر از سر نو قطعی نیت کرلے تو روزہ ہوجائے گا پانچویں یہ کہ وصف نیت میں تذبذب
و تردد ہو کہ اگر کل کا دن رمضان ہے تو اس کا روزہ ہے اور اگر کل کا دن شعبان
کا دن ہے تو کوئی دوسرا واجب روزہ ہے یہ مکروہ تحریمی ہے پھر اگر وہ دن رمضان
کا ہوگا تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ اس میں تو کوئی تردد ہی نہ تھا اور اگر
وہ دن شعبان کا تھا تو اس دوسرے واجب کا روزہ صحیح نہ ہوگا کیونکہ اس میں تردد
تھا تعیین نہ تھا لیکن نفل ہوجائے گا اور اگر اس روزہ کو فاسد کردے تو اس کے بدلے
قضا رکھنا لازم نہ آئے گا اور اگر وصف نیت میں تردد اس طرح ہو کہ اگر کل کا دن
رمضان کا ہے اور اگر کل کا دن شعبان کا ہے تو میرا نفل روزہ ہے۔ تو اس سے
بھی مکروہ تحریمی ہوگا پھر اگر دوسرا دن رمضان کا ہوا تو وہ روزہ رمضان کا صحیح ہوگا
کیونکہ اس میں تو کوئی تردد ہی نہ تھا اور اگر وہ دن شعبان کا ہوا تو وہ نفل روزہ میں
جائز ہوگا اور اگر اس روزہ میں کھا پی لے اور روزہ کو فاسد کردے تو اس کی قضا
لازم نہ آویگی اور جو شخص شک کے دن دوپہر تک انتظار میں تھا اس نے نصف روزہ
سے پہلے بھول کر کچھ کھا پی لیا اور بعد کھانے پینے کے تحقیق ہوا کہ آج رمضان ہے تو
روایت صحیح روزہ جائز ہے اور یہ کھانا پینا ایسا ہے جیسا روزہ میں بھول کر کھا پی لے
کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور ایک روایت یہ ہے کہ روزہ جائز نہیں ہوگا اور جس
مسلمان عاقل بالغ نے رمضان کا یا عید کا چاند تنہا دیکھا اور اس کے قول کو کسی شرعی
دلیل[۱] سے قاضی یا حاکم نے نہ مانا اور اس کی شہادت کو رد کردیا تو وہ مطلقاً خواہ رمضان
کا چاند ہو یا عید کا دوسرے دن روزہ رکھے اگر روزہ افطار کرلیا تو اس کو بجائے اس کے

[۱] شرعی دلیل یہ ہے کہ وہ شخص فاسق تھا یا یہ کہ اس دن ابر و غبار نہ تھا مطلع صاف تھا اور نہ
ایک ہی گواہ تھا ۱۲ منہ

قضا کا روزہ رکھنا پڑے گا رمضان کا چاند ہو یا عید کا البتہ کفارہ لازم نہ آئے گا خواہ
افطار کھانے پینے پر کرے یا جماع سے اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک
اگر جماع سے روزہ کھول لیا تو اس پر کفارہ ہے اور اگر پہلے اس سے کہ قاضی یا حاکم
اس کی شہادت کو رد کرے اس نے روزہ کھول لیا یا یہ کہ اس نے اپنی رویت
کی امام وقت و حاکم کے سامنے گواہی نہیں دی اور روزہ رکھ لیا اور پھر کھول ڈالا
تو اس میں علما کو اختلاف ہے مگر صحیح و راجح یہی ہے کہ اس وقت میں بھی اس پر کفارہ
نہیں ہے اور اگر اس شخص کی شہادت رمضان کے چاند کی قبول کر لی گئی اور روزہ
رمضان رکھنے کا حکم دیدیا اس نے پھر بعد قبول شہادت کے روزہ کھول لیا یا شہر
والوں میں سے کسی اور نے کھول لیا تو کفارہ واجب ہوگا اگرچہ وہ گواہ چاند کا دیکھنے والا
فاسق ہی ہو اور اس کی شہادت کو قاضی نے مان کر حکم روزہ رکھنے کا دیدیا ہو اور جس
شخص کی شہادت دلیل شرعی سے رد کر دی گئی وہ اپنی رویت سے تیس دن پورا
کرے پھر بھی امام وقت کے ساتھ ہی روزہ افطار کرے اپنی رویت سے تیس دن پورا
کرنے کے بعد افطار نہ کرے کیونکہ جب امام و حاکم نے اس کی شہادت قبول نہ کی
رد کر دی تو احتیاطاً اس پر روزہ واجب کیا گیا ہے تو اس کے بعد احتیاط تاخیر میں
بھی ضرور ہے ممکن ہے کہ رویت ہلال میں اس کو غلطی ہوئی ہو اور اگر وہ شخص اپنی رویت
سے تیس دن پورا ہونے پر روزہ کھول ڈالیگا تو اس پر کفارہ نہیں ہے اور جب آسمان
پر ابر یا غبار یا دھواں ہو تو قاضی و حاکم ایک عاقل بالغ مسلمان عادل کی گواہی رویت
ہلال رمضان کی بابت قبول کرے خواہ وہ ایک عادل شخص مرد ہو یا عورت ہو یا آزاد
ہو یا غلام اور یہ شہادت بلا دعویٰ اور بلا لفظ اشہد اور بلا حکم اور بلا مجلس قضا کے درست
ہے کیونکہ یہ ایک دینی بات کی خبر ہے گواہی نہیں۔ اور جو شخص صاحب تقویٰ اور صاحب
مروۃ ہو اور کم سے کم کبیرہ گناہوں کا تارک اور صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنیوالا نہ ہو

رویت ہلال رمضان بحالت ابر و غبار وغیرہ

وہ عادل ہے فاسق کی گواہی بالاتفاق مقبول نہیں کیونکہ یہ دین کا کام ہے اور فاسق کی گواہی دینیات میں غیر مقبول ہے ہاں اگر مستور یعنی غیر معروف آدمی ہو تو اس کی گواہی بھی بروایت صحیح مقبول ہے خواہ مرد ہو یا عورت اور محدود فی القذف کی شہادہ بھی بعد توبہ قبول ہے اور ہر ایک عادل مرد کو غلام یا آزاد اور ہر ایک عادل عورت کو لونڈی ہو یا آزاد یا پردہ نشین فرض عین ہے کہ وہ رمضان کا چاند دیکھنے پر اسی رات کو نکلکر قاضی کے سامنے شہادت دے تاکہ صبح کو لوگ بے روزہ نہ رہیں مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب رویت ہلال میں شک ہو اور اسی کی شہادت پر اثبات رویت منحصر ہو حتی کہ اگر پردہ نشین آزاد یا لونڈی کو شوہر و مولا اجازت نہ دیں تو بلا اجازت شوہر یا مولا بھی نکلکر گواہی دے یہ تو شہر کا حکم ہے اور اگر گاؤں ہو تو گاؤں کی مسجد میں آکر شہادت دے اور اگر وہ گواہ ایک عادل ہو تو اسی کی شہادت پر لوگوں کو روزہ رکھ لینا چاہئے جبکہ وہاں کوئی حاکم نہ ہو جس کی شہادت پیش کی جاوے بلکہ فاسق بھی باوجودیکہ اس کو اپنے فسق کا علم ہو گواہی دے شاید قاضی قبول کرلے مگر قاضی اس کو رد کردے اب خواہ وہ ایک شخص عادل ہو یا مستور یعنی غیر عادل گواہی دینے والا اپنی رویت ہلال کی یہ کیفیت بیان کرے کہ میں نے شہر میں دو ابر کے ٹکڑوں کے بیچ میں چاند دیکھا یا شہر کے باہر جنگل و میدان میں دیکھا یا بلندی پر دیکھا خواہ یہ کیفیت کچھ بیان نہ کرے اس کی شہادت مقبول ہے یہی ظاہر المذہب اور ظاہر الروایۃ ہے بعض فقہا کے نزدیک جب تک ایسی تفسیر و تفصیل بیان نہ کرے اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی اور جس طرح اس میں غلام و عورت کی شہادت بھی مقبول ہے اسی طرح ایک کی شہادت دوسرے ایک کی شہادت پر بھی مقبول ہے حالانکہ شہادۃ علی الشہادۃ کا اور تمام احکام میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر آدمی کی شہادت پر جبتک ایک مرد دو عورتیں یا دو مرد گواہ نہ ہوں مقبول نہیں ہوتی مگر اس میں

یہ قید نہیں اور غلام کی شہادت غلام پر اور عورت کی شہادت عورت پر مقبول ہے قریب بلوغ لڑکے کی شہادت مقبول ہیں۔ اور عید الفطر کے چاند میں اگر آسمان پر ابر گرد وغبار اور دھواں ہو تو دو مرد عادل یا ایک مرد عادل اور دو عادلہ عورتوں کی گواہی قبول کرلی جائیگی اور اس میں عادل ہونا اور آزاد ہونا اور لفظ شہادت ہونا اور لفظ اشہد کا کہنا اور محدود فی القذف نہ ہونا شرط ہے دعوی شرط نہیں ایسے شہر یا گاؤں یا قصبہ میں کہ جہاں کوئی حاکم یا قاضی نہ ہو اور آسمان پر ابر یا گرد وغبار وغیرہ ہو تو ایک معتبر اور ثقہ آدمی کی گواہی پر رمضان کا روزہ رکھلیں اور دو عادل آدمیوں کی گواہی پر روزہ کھول لیں اور عید الفطر کریں بلکہ گاؤں والا شہر کی توپ یا گولہ جو رمضان کے چاند ہونے پر چھٹتے ہیں یا شہر کی روشنی قنادیل وغیرہ پر جو علامت رمضان کے چاند کی ہیں روزہ رکھ لیں کیونکہ ان امور سے علم ظن رمضان کے چاند ہو جانے کا ہو جاتا ہے اور عمل کے لئے علم ظن حجت موجبہ ہے اور یہ احتمال کرنا کہ یہ گولہ یا یہ روشنی رمضان کے چاند کے سوا کسی اور رات کی ہوگی بعید از عقل ہے کیونکہ شک کی رات میں عادتاً یہ امور توصرف رمضان کے لئے ہی ہوتے ہیں اور کسی رات کیلئے نہیں ہوتے اور اگر حاکم یا والی خود تنہا رمضان کا چاند دیکھے تو اس کو اختیار ہے خواہ خود روزہ رکھنے کا حکم دیدے یا اپنا نائب مقرر کرکے اس کے روبرو شہادت رویت ہلال ادا کرے اور وہ حکم روزہ کا دے لیکن عید الفطر و عید الضحی کا چاند تنہا قاضی یا حاکم دیکھے تو روزہ کھولنے اور عید کرنے کا حکم نہیں دے سکتا نہ خود روزہ کھول سکتا ہے اور نہ عید کی نماز کو جا سکتا ہے کیونکہ ہلال عید کے لئے ایک آدمی کی شہادت کافی نہیں اگر نجومیوں کا قول اور دوج وغیرہ کا حساب اور جنتری کی تحریر رویت کیلئے بالاجماع قابل اعتبار نہیں بلکہ منجم کو خود اپنے نفس کے لئے بھی حساب پر عمل کرنا نہیں چاہیئے اور جو شخص عید الفطر کا چاند تنہا دیکھے تو وہ بھی احتیاطاً روزہ افطار

نوٹ: شہر میں عید الفطر کا اعلان بذریعہ توپ یا گولہ وغیرہ

نہ کرے اگر افطار کرے گا تو کفارہ لازم نہ آئیگا اور عید الضحیٰ کے چاند اور باقی دیگر نو مہینوں کے چاندوں کا حکم بھی روایت اصح مثل عید الفطر کے ہے کہ ابر کے دن ایک مرد اور دو عورتوں کی یا دو مردوں کی گواہی سے ثبوت ہوگا کہ جو عاقل بالغ آزاد اور عادل اور محدود فی القذف نہ ہوں اور جس دن آسمان صاف ہو ابر و غبار وغیرہ نہ ہو اس دن زیادہ آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہوگا۔

اور اگر آسمان پر ابر یا گرد و غبار نہ ہو آسمان صاف ہو تو رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا ان دونوں کے سوا اور کوئی چاند اس کے لئے ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں جب تک اتنی جماعت کثیر اور جم غفیر نہ دیکھے کہ جنکی خبر شہادت دے سے گمان غالب اس امر پر ہو جاوے کہ چاند ہوگیا اتنے آدمی سب جھوٹ پر جمع نہیں ہوسکتے خواہ وہ لوگ غلام ہوں یا آزاد ہوں خواہ عادل ہوں یا غیر عادل خواہ شہر والے ہوں یا شہر کے باہر سے آئے ہوں۔ اب جماعت کثیر کی تعداد میں علما ایک محلہ کے آدمی کہتے ہیں امام ابو یوسفؒ پچاس آدمی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ہر مسجد کے ایک ایک یا دو دو آدمی بعض کہتے ہیں بلخ میں پانچسو آدمی بھی تھوڑے ہیں اور صحیح اور اصل مذہب یہ ہے کہ اس کیلئے کوئی معینہ و مقررہ تعداد نہیں ہے حاکم اور امام وقت کی رائے پر موقوف ہے جس قدر آدمیوں کو زیادہ سمجھکر اور انکی بات کو سچ جانکر روزہ رکھنے کا حکم دیدے اور صاحبینؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ ہر طرف سے تواتر کے ساتھ خبر آنا معتبر ہے اور امام صاحبؒ سے مروی ہے کہ دو آدمیوں کی گواہی کافی ہے اور علامہ ابن نجیم مصری صاحب بحر الرائق شرح کنز الدقائق اسی کو اختیار کرکے لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں اسی روایت پر عمل کرنا چاہیے

سلہ مگر قضا رکھنی پڑے گی اور اگر اس کی شہادت رد کردی گئی ہو تب بھی روزہ رکھے اور افطار کرلیگا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر قضا رکھے اور اگر اس کے کسی دوست وغیرہ اس کی شہادت کو سچا جانکر روزہ کھول لیا تو اس کو بھی قضا رکھنی پڑے گی کفارہ لازم نہ آئے گا ۱۲ منہ

کیونکہ لوگ چاند دن کے دیکھنے میں سستی کرتے ہیں اور علامہ شامی رد المحتار علی الدر المختار
میں اول علما نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ بہت سے احکام زمانہ
کی تغیر سے متغیر ہو جاتے ہیں ہمارے زمانہ میں جبکہ عام طور پر دین کے کاموں میں
سستی و تکاسل مشاہدہ ہو رہا ہے اگر چاند دیکھنے کے لئے جماعت عظیم کی شرط لگا
دیجاویگی تو لوگ دو تین راتوں کے بعد روزہ رکھینگے میں نے اکثر چاند کی گواہی
دینے والوں کی سست لوگوں کو بُرا کہتے اور رایدا ہو بچاتے دیکھا ہے اس لئے یہی
روایت تائید فتویٰ دینے کیلئے معین ہوگی اور آسمان صاف ہونے کے دن امام طحاویؒ
سے یہی مروی ہے کہ شہر سے باہر کے آنیوالے کی یا شہر ہی میں بلند جگہ سے دیکھنے والے
کی ایک آدمی کی گواہی ہی مقبول ہے بعض نے اُس کو اختیار کیا ہے اور بعض نے
اسکو صحیح و معتمد کیا ہے اور بعض اس کو بھی ظاہر الروایۃ ہی کہتے ہیں۔ غرضکہ رمضان
کا روزہ واجب ہونے کیلئے باقاعدہ ثبوت کی ضرورت نہیں ابر و غبار کے دن
ایک عاقل بالغ عادل مسلمان کی گواہی مقبول ہے بلکہ مستور یعنی غیر عادل کی بھی
مقبول ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور جس دن آسمان صاف ہو اس دن جم غفیر
کے دیکھنے ہی پر موقوف نہیں۔ دو آدمیوں کی گواہی یا شہر کے باہر سے آنیوالے
یا بلند جگہ سے دیکھنے والے ایک کی شہادت بھی مان لیجائیگی دو آدمیوں نے ایک
شہر کے قاضی کے سامنے کہ جہاں چاند نہیں دکھا گیا گواہی دی کہ فلاں شہر کے
قاضی نے اُن کی گواہی پر چاند کا حکم دیدیا تو اب اس قاضی کو جس کے سامنے
ان دونوں آدمیوں نے یہ گواہی دی ہے جائز ہے کہ انکی شہادت پر چاند ہونے
کا حکم دیدے کیونکہ قضاء قاضی حجت ہے اور ان دونوں آدمیوں نے قضاء قاضی
پر ہی گواہی دی ہے اور اگر ان دو آدمیوں نے صرف اس شہر میں لوگوں
کے چاند دیکھنے پر گواہی دی تو اس پر چاند ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا اس لئے کہ

اس صورت میں ان دونوں آدمیوں نے نہ تو خود چاند دیکھنے کی گواہی دی نہ اوروں کی شہادت کی شہادت دی محض اوروں کا دیکھا بطور حکایت بیان کیا ہے[1] حتی کہ اگر وہ دونوں آدمی اس شہر میں لوگوں کے چاند دیکھنے کی گواہی کے ساتھ یہ بھی بیان کرتے کہ وہاں کے قاضی نے لوگوں کو رمضان کے روزہ رکھنے کا حکم دیدیا ہے تب بھی چاند ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا کیونکہ وہ محض نقل قاضی کی حکایت ہوگی اور وہ حجت نہیں قضاء قاضی حجت ہے ہاں اگر متعدد جماعتیں ایک شہر سے دوسرے شہر میں آکر بیان کریں کہ فلاں شہر والوں نے چاند دیکھکر فلاں دن روزہ رکھا ہے تو یہ خبر متعدد جماعتوں کی اگرچہ شہادت قضاء قاضی نہیں ہے نہ شہادۃ علی الشہادۃ ہے لیکن بمنزلہ متواتر کے ہے اس لئے اس پر عمل ضرور ہوگا کیونکہ کوئی شہر عادتاً حاکم سے خالی نہیں ضروری بات ہے کہ وہاں کے حکم حاکم سے اس شہر والوں نے روزہ رکھا ہوگا تو اس طرح متعدد جماعتوں کا متواتر خبر لانا گویا اس قاضی کے حکم کی نقل لانا ہے تو یہ اس شہادۃ سے بھی قوی اور مفید یقین ہے لیکن اگر وہ لوگ ایسا کہیں کہ اس شہر میں ایسا مشہور تھا یا ایسا سمجھا جاتا تھا اور یہ خبر نہ ہو کہ کہاں سے مشہور ہوا کس نے بیان کیا اس کی کیا اصلیت ہے تو ہرگز قابل اعتبار و اعتماد نہیں ہے اور جب ابر کے دن دو عادل آدمیوں نے رمضان کے چاند کی گواہی دی اور قاضی نے قبول کرلی اور انکی گواہی سے رمضان ثابت ہو کر تیس روزہ رکھ لئے اور اکتیسویں رات کو عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو خواہ ابر تھا یا آسمان صاف تھا دونوں صورتوں میں دوسرے دن روزہ کھول لینا اور عید الفطر کرلینا درست ہے اور اگر

---

[1] اور بطور حکایت بیان کرنا محض خبر ہے جو مفید یقین نہیں جبتک شہادۃ علی الشہادہ یا قاضی کے حکم کی شہادہ نہ ہو کیونکہ اس مسئلہ میں استجماع شرائط صحت دعوی کی بھی شرط ہے اور شرائط صحت دعوی سے یہی ہے کہ دعوی قاضی کے سامنے ہو ۱۲ منہ

ایک آدمی کی گواہی سے روزہ رکھا اور تیس روزہ پورے کر لئے اور عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو دوسرے دن روزہ کھول لینا اور عید کرنا امام صاحبؒ کے نزدیک جائز نہیں اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے لیکن یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ ہلال عید نہ دکھائی دے اور آسمان صاف ہو اور اگر ابر ہو تو بالاتفاق روزہ کھول لیں اور عید کرلیں اور یہی حق بات ہے کہ اگر بوجہ ابر و غبار ہلال عید نہ دکھائی دے تو روزہ کھول لیں اور عید کرلیں اور اگر ابر و غبار نہ ہو آسمان صاف ہو اور پھر چاند نہ دکھائی دے تو روزہ رکھ لیں اور رد المحتار بحوالہ درر کے لکھا ہے کہ اس گواہ کو تعزیر دیجائے کیونکہ اسکا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور اگر چند آدمیوں نے روز ہلال رمضان انتیسؔ کی گواہی دی کہ تمہارے روزہ رکھنے سے ایک دن پہلے ہم نے رمضان کا چاند دیکھا ہے اگر وہ اس دن اسی شہر میں تھے تو انکی گواہی قبول نہیں کرنی چاہئیے کیونکہ انپر فرض تھا کہ وہ اسی رات آکر شہادت ادا کرتے انہوں نے نیکی اور کار ثواب کو جو انپر حق تھا چھوڑ دیا اور اگر وہ کسی دور جگہ سے آئے ہوں تو انکی گواہی جائز ہوگی اور دن کو روئت ہلال قابل اعتبار نہیں خواہ دوپہر سے پہلے دکھائی دے خواہ بعد دوپہر نہ اُس کے اعتبار پر روزہ رکھا جائے نہ اس کے اعتبار پر روزہ کھولا جائے اعتبار کی قابل روئت ہلال وہی ہے جو بعد سورج ڈوبنے کے ہو یہی روایت صحیح اور اصل مذہب اور مفتی بہ ہے اسی طرح اختلاف مطالع بھی قابل اعتبار نہیں یہی روایت صحیح و مفتی بہ ہے حتی کہ اگر مشرق کے رہنے والوں کو محقق اور حسب قواعد شرع صحیح طور پر یہ بات

قاعدہ شرعی یہی ہے کہ یا تو دو آدمی آکر روئت ہلال کی شہادت دیں یا قضا قاضی کی شہادت دیں یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ وہاں کے لوگوں نے چاند دیکھکر روزہ رکھا ہے یہ کہنا کہ وہاں یہ شہرت تھی کہ چاند ہوگیا یہ تحقیق نہیں کہ کہاں سے مشہور ہوا کس نے کہا یہ قابل اعتبار نہیں جیسا کہ متن میں مفصل ذکر ہو چکا اسی بنا پر اگر چند آدمی دوسرے شہر میں آکر یہ شہادت دیں کہ فلاں شہر میں رمضان کا چاند فلاں شب کو تمہارے اس شہر کی روئت سے ایک دن پہلے دیکھا ہے اور یہ درر۔ دیکھو صفحہ ۴۱

یہ بات ثابت ہوجائے کہ مغرب کے رہنے والوں نے عید یا رمضان کا چاند دیکھ لیا تو مشرق کے رہنے والوں کو بھی اس پر عمل لازم ہوگا ایک شہر کے رہنے والوں نے رمضان کی اٹھائیس ۲۸ روزے چاند دیکھ کر رکھے انتیسویں ۲۹ تاریخ کو عید کا چاند دکھائی دے گیا اگر انہوں نے شعبان کا چاند دیکھکر اور اس کے تیس دن پورے کر لئے تھے ورنہ ابر و غبار وغیرہ رمضان کا چاند نہیں دکھا تھا اور روزہ رکھ لیا تھا تو ایک روزہ کی قضا اور رکھیں اور اگر انتیس ۲۹ روزہ رکھ لئے تھے تیسویں تاریخ کو چاند دکھائی دیگیا تو ان پر کسی روزہ کی قضا نہیں کیونکہ مہینہ پورا کرلیا اور اگر شعبان کا چاند نہیں دکھا تھا اور آخر شعبان کا چاند دیکھے شعبان کے تیس ۳۰ دن پورے کرکے رمضان کا روزہ رکھ لیا تھا تو دو روزہ قضا کے رکھیں۔

جن چیزوں سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا اُن کا بیان

روزہ کے مفسدات دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جن سے صرف روزہ کی قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا دوسرے وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں اور غیر مفسد بھی دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جنکا کرنا مباح ہے دوسرے وہ جنکا کرنا مکروہ ہے اور عبادت میں فساد و بطلان ایک ہی بات ہے کچھ فرق نہیں ہے [۵] اگر کوئی شخص بھولکر

بقیہ صفحہ ۴۰۔ اس حساب سے آج سنہ ہے اور ہمارے ہاں اصل ہے لیکن یہاں سے لوگوں کا ساتھ چاند باوجود آسمان صاف ہونے کے نہ دکھائی دیا تو اس شہر کے لوگ دوسرے دن عید نہ کریں اور روزہ رکھیں کیونکہ ان آدمیوں سے تو روئیت ہلال کی گواہی دی اور دل کی شہادت کی شہادت دی [illegible] معتبر نہیں ہیں ۱۲ منہ

۵ بھولنے سے روزہ [illegible] بھولنا مراد ہے کہ [illegible] یعنی یا جماع کا بھولنا مراد نہیں اس کو تو یاد [illegible] قصد سے کرتا ہے ۱۲ منہ

کھالے یا پانی پی لے یا حاجت کرلے خواہ روزہ فرض ہو یا نفل روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر
کھاتے وقت کوئی شخص یاد دلادے کہ تو روزہ سے ہے اور پھر بھی یاد نہ کرے
اور کھائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا مگر کفارہ لازم نہ آئے گا۔ اگر آدمی طاقتور ہے
بلا ضعف روزہ کی طاقت رکھتا ہے تو بعض علما کے نزدیک یاد نہ دلانا مکروہ
تحریمی ہے اور اگر روزہ سے ضعف ہو جاتا ہے کھا لینے سے تمام عبادات کی
طاقت ہو جاتی ہے تو یاد نہ دلانا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ جوان ہو تو یاد دلادے
بڈھا ہو تو یاد نہ دلائے بعض کہتے ہیں کہ مطلقاً جوان ہو یا بڈھا یاد دلا دینا بہتر ہے
اور اگر خود بخود حلق میں غبار یا دھواں یا بھسکا یا مچھر یا مکھی چلی گئی تو روزہ یاد ہوتے ہوئے
بھی استحساناً روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان سے بچنا ناممکن ہے یہ ناک کے راستہ سے
بھی چلی جاتی ہیں اور اگر قصداً کسی دھوئیں کو حلق میں دھوئیں کو داخل کیا اگرچہ وہ
عود و عنبر کا ہی دھواں ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اسی لئے تمباکو کا دھواں جو
حقہ میں بھر کر پیا جاتا ہے مفسد روزہ ہے اور اگر خود مکھی کو پکڑ کر کھا گیا تو قضا واجب
ہو گی اور سر میں یا داڑھی میں تیل ڈالنے سے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے سے یا دوا
ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ اس کا مزہ حلق میں پایا جائے اور پچھنے لگانے سے
بھی روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر پچھنوں سے ضعف ہو کر روزہ نہ رکھا جا سکے تو مکروہ ہے
اور ٹھنڈے پانی سے نہانا کہ جس کی ٹھنڈک جسم کے اندر پہنچے مفسد روزہ نہیں ہے نہ
پانی کے اندر بیٹھنا اور گیلا کپڑا بدن کو لپیٹنا مفسد روزہ ہے لیکن امام صاحب پانی

اور علامہ شرنبلالی نے شرح وہبانیہ میں اسکو نظم کیا ہے۔ ویمنع من بیع الدخان وشربہ وشاربہ
فی الصوم لا شک یفطر ویلزمہ التکفیر لو ظن نافعاً کذا دافعاً شہوات بطن فقرروا
اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم مغفور لکھنوی نے اس حقہ کے متعلق ایک رسالہ زجر ارباب
الریان عن شرب الدخان لکھا ہے مفصل دیکھنا ہو تو اس کتاب کو دیکھو ۱۲ منہ

ان کو مفسد جز و بدن کا باطن میں پہنچنے سے قضا واجب ہو گی نہ کفارہ

کے اندر میٹھے یا کیلا کیڑہ بدن کے لپیٹے کو اس وجہ سے مکروہ فرماتے ہیں کہ
عبادت الٰہی میں بیقراری اور تنگدلی ظاہر ہوتی ہے اور اگر کسی عورت کا بوسہ لیا اور
انزال ہوا تو روزہ ٹوٹا یا سوتے میں احتلام ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر
کسی عورت کی طرف دیکھنے سے یا اس کے حسن و جمال میں دیر تک فکر کرنے سے
انزال ہوگیا اگرچہ اس کی شرمگاہ کو چند دفعہ دیکھنے سے ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ کلی کرنے
کے بعد منہ میں جو تری رہے اس کو تھوک کے ساتھ نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
جیسے دوا کوٹنے سے اور اس کا مزہ حلق میں چلے جانے سے یا عطر کی بو کا مزہ
حلق میں پہونچنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جس طرح سالم ہڑ کو چوسنے سے اور اس کا تھوک
حلق میں جانے سے جبکہ وہ ہڑ حلق کے نیچے نہ اترے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر
مصری کا ٹکڑہ یا بتاشہ یا گڑ یا شکر کی ڈلی منہ میں لیکر چوسیگا تو روزہ فاسد ہوجائیگا
اور اگر پانی کان میں چلا گیا تو بالاتفاق روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر خود اس نے پانی
اپنے کان میں ڈالا تو بعض کے نزدیک اس سے بھی فاسد نہیں ہوا اسی کو اختیار کیا
ہے صاحب ہدایہ اور شمنی نے اور محیط میں اسی کو صحیح کہا ہے اور صاحب فتاویٰ والجیہ
اسی کو مختار کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک روزہ فاسد ہوجائیگا کیونکہ بزازیہ اور خانیہ
میں اسی کو صحیح کہا ہے اور صاحب فتح القدیر اور برہان بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔ ہاں
تیل کان میں ڈالنے سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور کان میں کھجلی ہونے
سے تنکا کان میں داخل کرنا اور کان کے میل نکالنے سے چند مرتبہ تنکے کو اندر کرنا
اور پھر نکالنا مفسد نہیں ہے اور دانتوں میں سے نکلا ہوا کوئی روٹی یا بوٹی وغیرہ کا
چورا چنے سے کم نگل لینا مفسد روزہ نہیں ہے کیونکہ ایسی تھوڑی چیز سے احتراز
غیر ممکن ہے اور وہ بمنزلہ تھوک کے ہے چنے کی برابر مفسد روزہ ہے جیساکہ آئندہ
اس کا بیان آتا ہے دانتوں سے خون نکلکر حلق میں پہونچا پیٹ میں نہیں گیا تو روزہ

ہیں گئی اور اگر پیٹ میں بھی چلا گیا اور خون تھوک کی برابر تھا یا تھوک پر غالب تھا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر تھوک غالب تھا تو فاسد نہیں ہوگا لیکن باوجود تھوک غالب ہونے کے بھی اگر خون کا مزہ حلق میں پایا جائے گا تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر کسی نے کسی کے نیزہ مارا اور وہ پیٹ تک پہونچا اور نیزہ کی جڑ میں جو لوہا لگا رہتا ہے وہ پیٹ میں رہ گیا تو روایت صحیح روزہ فاسد نہیں ہوگا اسی طرح تیر ایک طرف سے لگ کر دوسری طرف نکل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر پیکان اندر پیٹ میں رہ گئے تو روزہ فاسد ہو گیا اور اگر کوئی لکڑی وغیرہ اپنی مقعد میں داخل کی اور وہ کچھ اندر گئی اور کچھ ایک طرف سے باہر نکلی رہی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور سب اندر چلی گئی تو روزہ فاسد ہو گیا اور اگر کسی نے کوئی گوشت کا ٹکڑہ یا لقمہ تاگے میں باندھ کر نگل گیا پھر اسی وقت فوراً اس کو باہر کھینچ لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا لیکن اگر اس میں سے کچھ جدا ہو کر اندر رہ جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اسی طرح اگر لکڑی کو نگلا اور ایک طرف سے اس لکڑی کو ہاتھ میں پکڑے رکھا پھر باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر سب کی سب کو نگل گیا اور حلق میں غائب ہو گئی تو روزہ فاسد ہو گیا اور اگر خشک انگلی کو روزہ دار نے اپنی مقعد یا فرج میں داخل کیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اور تر انگلی کو داخل کیا تو فاسد ہوگا کیونکہ کچھ تری اندر رہ گئی اور اگر روئی کو داخل کیا اور وہ غائب ہو گئی تو روزہ فاسد ہو گیا اور اگر اس روئی کا ایک طرف کا حصہ فرج خارج میں رہا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر روزہ دار نے اتنے مبالغہ سے استنجا پانی سے کیا کہ پانی جہاں تک حقنہ پہونچتا ہے یہ پہنچ گیا یعنی امعا کے قریب تک تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور ایسا بہت کم ہوتا ہے اور ایسا کرنے سے سخت بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر بھول سے جماع کرنے والے نے یاد آنے پر یا صبح صادق سے پہلے عمداً دخول کرنے والے نے صبح صادق طلوع ہو جانے پر فوراً اپنا عضو تناسل نکال لیا تو روزہ

نہیں ٹوٹا اگرچہ بعد نکالنے کے انزال ہوا کیونکہ وہ بمنزلہ احتلام ہے اور اگر بلا نکالے ذکر کے اسی حال پر ٹھیرا مگر حرکت نہیں کی تو وہ روزہ فاسد ہوا فقط اس کی قضا رکھے اور اگر ٹھیرا اور حرکت کی اور پھر انزال ہوا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے[1] اور اگر بھول کی صورت میں یاد آنے پر عضو تناسل لینے کے بعد پھر دخول کیا یا صبح صادق طلوع ہونے کے وقت نکالنے کے بعد پھر دخول کیا تو بھی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے[2] اسی طرح نوالہ منہ میں رکھا ہی تھا کہ روزہ یاد آگیا اور نوالہ منہ سے نکالکر پھینکدیا یا نوالہ منہ میں رکھنے پر صبح صادق ہوگئی اور نوالہ منہ میں سے نکال کر پھینکدیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر نوالہ کو منہ سے نہ نکالا اور نگل گیا تو کفارہ لازم آئیگا اور اگر نوالہ کو منہ سے نکالنے کے بعد پھر نگل گیا تو کفارہ لازم نہ آئے گا کیونکہ منہ سے نکلے ہوئے نوالہ کو پھر کھانے میں آدمی کو نفرت اور گھن ہوتی ہے تو اس کا کھانا بمنزلہ مٹی کھانے کے ہے لیکن عادتاً آدمی گرم نوالہ کھانے پر منہ جلنے کی وجہ سے نکال کر پھر اس کو کھا لیتا ہے

---

[1] لیکن بھول سے جماع کر کے نوالہ پر حرکت کرنے سے کفارہ واجب ہونے میں بعض علما کو اختلاف ہے کہ جب بھول سے جماع کرنے کے بعد عمداً کھانا کھا لینے پر کفارہ واجب نہیں ہوتا تو یہ مسئلہ اتنی مدہ ماں ہوگا جب بھول سے جماع کیا اور یاد آنے پر اسی حالت میں ٹھیر کر اپنے نفس کو حرکت دی تو بطریق اولیٰ کفارہ واجب نہیں ہونا چاہیئے اس لئے کہ حرکت کرنا ابتداء جماع شروع کرنے کے برابر ہے۔ اور جماع اور کھانا کھانا دونوں برابر ہیں جب بھول سے جماع کرنے کے بعد عمداً پھر کھانا کھا لیا یا عمداً پھر جماع کر لیا تو کفارہ واجب نہیں ہوا تو یہاں تحریک نفس سے بھی کفارہ واجب نہیں ہونا چاہئے کہ کفارہ واجب نہ ہونے کو اس صورت مذکورہ میں متفق علیہ کہتے ہیں من اراد الوضیح فلیرجع الی المطولات مثل رد المحتار و فتح القدیر و غیرھما ۱۲ منہ

[2] لیکن بھول کی صورت میں یاد آنے پر جماع کرنے میں اسی اختلاف پر جو اوپر حاشیہ میں بیان ہوا یہاں بھی کفارہ واجب نہیں ہونا چاہیئے ۔۔

اور اس سے کچھ کراہت نہیں کرتا اِس لئے بعض صاحبوں میں یہ بھی قید ہے کہ اگر
ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھا لیگا تو کفارہ لازم آئیگا اور بعد ٹھنڈا ہو جانے کے پھر کھائیگا
تو کفارہ لازم نہ آئے گا اور سوائے قبل و دبر کے پیٹ یا ران یا ناف میں جماع کرنے
سے جبکہ انزال نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹتا اگر انزال ہو گیا تو قضا رکھے کفارہ نہیں ہے جیسا
کہ عنقریب بیان ہوگا اور استمنا بالید[51] سے روزہ نہیں ٹوٹتا[52] اور استمنا بالید حرام
ہے حدیث میں ہے ناکح الید ملعون اور وجہ حرمت یہی کہ جس تخم کو تناسل کے لئے پیدا
کیا گیا ہے اس میں اس کو ضایع کرنا اور بے محل صرف کرنا ہے البتہ اگر شہوۃ غالب
ہو اور زوجہ یا لونڈی نہ ہوں یا بوجہ کسی عذر کے اسکے ساتھ ہم صحبت نہ ہو سکتا ہو اور
شہوت کیلئے ایسا کرے یا مبتلائے زنا ہونے کے خوف سے کرے تو امید ہے کہ اس
گناہ کے عذاب میں گرفتار نہ ہو اور بغرض شہوت رانی سخت گناہ ہے اور اگر کسی چوپایہ
جانور سے یا میت سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو[53] روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر
کسی چوپایہ جانور کے فرج کو مس کیا یا بوسہ اور انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا
اور اگر مرد نے اپنی پیشاب گاہ میں پانی یا تیل ٹپکایا اگرچہ وہ مثانہ تک پہنچ گیا تو امام
صاحب اور امام محمد کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر عورت نے اپنی پیشاب
گاہ میں تیل یا پانی ٹپکایا تو وہ بالاجماع مفسد روزہ ہے اور اگر روزہ دار کو بحالت
جنابت صبح ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اگرچہ تمام دن اسی حالت جنابت میں[54] رہا اور
اگر کسی کی غیبت کی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر ناک کا رینٹ اوپر چڑھانے میں حلق

---

[51] استمنا بالید اپنے ہاتھ سے اپنی منی نکالنے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

[52] لیکن انزال ہو جانے کی صورت میں روایت مختار قضا رکھے ۱۲ منہ

[53] اور اگر انزال ہو گیا تو قضا رکھے ۱۲ منہ

[54] لیکن اکثر دن یا تمام دن بحالت جنابت رہنا مکروہ ہے جس قدر جلد ہو سکے غسل کرلے ۱۲ منہ

میں اتر گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اگرچہ وہ رسٹ ناک سے نیچے تک لٹک آیا ہو
اسی طرح اگر ہونٹ بات کرنے میں تھوک سے تر ہو گئے اور پھر اس کو نگل گیا یا تھوک
کا تسلسل ڈوری کے ٹھوڑی تک آگیا اور منقطع نہ ہوا پھر اس کو چڑھا کر نگل گیا تو روزہ
فاسد نہیں ہوا اگرچہ عمداً ایسا کیا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو شخص تھوک یا کھنکار
کے پھینکنے پر قادر ہے تو اس کے عمداً ایسا کرنے سے روزہ فاسد ہوگا پس احتیاط
کرنی ضرور ہے کیونکہ مسائل مختلف فیہا میں رعایت مستحب ہے اور منہ میں کوئی چیز
چکھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور بقدر ضرورت مکروہ بھی نہیں اور تاگا بٹنے کیلئے تاگے کو چند
دفعہ منہ میں لیا اور تھوک کی تری سے تر ہوا روزہ کو فاسد نہیں کرتا اگرچہ کوئی پھیکی تھوک
کی تاگے میں لگی رہ جائے لیکن اگر تاگا رنگین ہو اور اس کی رنگت تھوک میں آجائے
اور پھر اس تھوک کو باوجود روزہ یاد ہونے کے نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائیگا
اور اگر کلی کرنے میں یا ناک میں پانی دینے میں باوجود روزہ یاد ہونے کے پانی
پیٹ میں اتر گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور اگر رات کا گمان کر کے جماع کیا
پھر فجر معلوم ہونے پر فوراً اپنا عضو تناسل نکال لیا تو روزہ فاسد ہوا قضا رکھے کفارہ
نہیں ہے کیونکہ وہ مخطی[1] ہے اگر روزہ دار کی طرف کسی نے کوئی چیز پھینکی اور وہ
روزہ دار کے حلق میں چلی گئی یا نہاتے میں روزہ دار کے حلق میں پانی چلا
گیا تو وہ مخطی ہے قضا رکھے اور اگر دانتوں میں سے کوئی چیز چنے سے کم نکلے اور
اس کو کھا لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر وہ چیز چنے کی برابر یا چنے سے زیادہ
ہے اور پھر اس کو کھا لیا تو روزہ فاسد ہوا فقط قضا رکھے اور اگر چنے سے کم دانت میں
سے نکال کر ہاتھ میں لیکر پھر اُس کو کھا لیا تو بھی روزہ فاسد ہوا قضا رکھے روایت صحیح
کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر دانتوں میں سے خون نکلا اور پیٹ میں چلا گیا اگر

[1] مخطی وہ شخص ہے جسکا روزہ اس کے فعل قصد سے بغیر ارادہ صادر کے فاسد ہوا ہو ۱۲ منہ

[illegible] صرف قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا

اگر جوں وتھوک دونوں برابر تھے تو روزہ فاسد ہوگیا اور اگر جوں تھوک پر غالب تھا تو بھی روزہ فاسد ہوا قضا رکھے اور اگر تھوک غالب تھا تو کچھ ڈر نہیں اور یہ مسئلہ اوپر بیان ہو چکا اگر سوتے میں پانی پی لیا تو روزہ فاسد ہوا قضا رکھے اور اگر کسی روزہ دار کے حلق میں پانی یا کھانا یا دوا وغیرہ کوئی چیز زبردستی یا بحالت سوتے ہوئے ہوئے کے ڈالی گئی تو قضا رکھے اور اگر روزہ دار نے روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی لیا یا بھول کر جماع کر لیا یا کسی عورت کے دیکھنے سے انزال ہو گیا یا احتلام ہو گیا یا عملہ کے ساتھ ازخود قے ہوئی اور ان باتوں سے روزہ دار نے یہ گمان کیا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر اس کے بعد عمداً کھا پی لیا یا عمداً جماع کر لیا تو قضا رکھے کفارہ لازم نہیں آتا اور اگر یہ جانتا تھا کہ احتلام سے یا عورت کو دیکھنے پر انزال ہونے سے یا قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور باوجود اس علم کے پھر کھا پی لیا تو کفارہ لازم ہوگا لیکن روزہ میں بھول کر اگر کھا پی لیا یا جماع کر لیا اور پھر اس کے بعد عمداً کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو مطلقاً روا صحیح کفارہ لازم نہیں ہوگا خواہ یہ بات جانتا ہو[۱] اور اگر کسی روزہ دار نے حقنہ کیا یا ناک میں دوا وغیرہ ڈالی یا کان میں تیل ٹپکایا تو روزہ فاسد ہوگیا قضا رکھے اور اگر کسی ایسے زخم میں جو جسم کے اندر تک پہونچا ہے یا سر کی چوٹ جو اندر دماغ تک پہنچ گئی ہے دوا ڈالی اور وہ دوا جسم کے اندر یا دماغ تک پہونچ گئی تو روزہ فاسد ہوگا۔ اور اس میں معتبر دوا کا جسم و دماغ کے اندر پہنچنا ہے خواہ دوا خشک ہو یا تر ہو پہانتک کہ اگر خشک دوا کی نسبت یہ معلوم ہوا کہ اندر تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہوگا اور اگر تر دوا کی نسبت یہ معلوم ہوا کہ اندر نہیں پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور حقنہ کرنے اور ناک میں دوا اور کان میں تیل ڈالنے میں اندر تک پہنچنے کی قید اس وجہ

[۱] یہ مذہب امام صاحبؒ کا ہے اور یہی صحیح ہے صاحبینؒ کے نزدیک اگر یہ جانتا تھا کہ اس طرح بھول کر کھانے پینے جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور باوجود اس علم کے پھر کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا ۱۲ منہ

سے نہیں لگائی کہ اس میں دوا کا اندر پہنچنا ظاہر یقینی ہے حتی کہ اگر ناک میں ڈالے سو
وہ دوا سر تک پہنچی ناک ہی میں رہ گئی ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوا اسی لئے روزہ دار
کو چاہیئے کہ پانی سے استنجا کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ کرے اور پانی سے استنجا کرنے کے
بعد پانی سے پونچھ ڈالے تاکہ پانی اندر پہونچکر روزہ کو فاسد نہ کرے اور اسی لئے پانی
سے استنجا کرنے میں سانس نہ لے اور اگر روزہ دار کنکر۔ پتھر۔ مٹی۔ گٹھلی۔ روئی
گھاس۔ کاغذ۔ وغیرہ جن چیزوں کو آدمی نہیں کھاتے اور اس کے کھانے سے
کراہت و نفرت کرتے ہیں نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا رکھے اور تمام ان
چیزوں کے نگلنے میں جنکو عادتاً آدمی غذا یا دوا نہیں کھاتے کفارہ نہیں ہے قضا
رکھے اسی بنا پر جوں کے کھا لینے میں قضا رکھے کفارہ نہیں ہے کیونکہ جوں کے کھانے
سے طبیعت کراہت کرتی ہے اگر سالم انڈہ کو معہ پوست کے یا سالم انار کو معہ
پوست کے یا ایسی کو جو نہ درخت پر پکی ہو نہ جوش دیکر پکائی گئی ہو سالم نگل گیا یا سالم
اخروٹ کو معہ پوست کے یا سالم جنگلی بادام کو معہ پوست کے یا سالم پستہ کو معہ
پوست کے نگل گیا تو کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور اگر جنگلی بادام یا جنگلی پستہ
کو معہ مغز کے چبا کر کھائیگا تو کفارہ لازم آئیگا اور خربزہ۔ تربز کا چھلکا اگر خشک
ہو گیا یا ایسی حالت میں ہو کہ جس کے کھانے سے نفرت و کراہت ہوتی ہے تو اس کے
کھانے سے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور اگر تروتازہ ہو جس کے کھانے سے
نفرت نہ ہو تو اس کے کھانے سے کفارہ بھی لازم ہو گا اور سادہ کچے چاول یا
باجرہ یا مسور یا ماش کھانے سے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور ملتانی مٹی کھانے
سے کفارہ نہیں ہے قضا رکھے اور اگر اس کے کھانے کا عادی ہو تو قضا و کفارہ
دونوں لازم ہوں گے۔ اور اگر تمام رمضان روزہ رکھے نہ رکھنے کی کچھ نیت
نہ کی اور باوجود عدم نیت کے کھانے پینے جماع سے تمام دن مثل روزہ داروں

سے رُکا رہا تو وہ شخص ان روزوں کی قضا رکھے کیونکہ کھانے پینے جماع سے بہ
نیت عبادت الٰہی تمام دن رُکے رہنے کا نام روزہ ہے جب بلا نیت رُکا رہا
تو بوجہ نہ ہونے نیت کے جو شرط روزہ ہے روزہ نہ ہوا اس لئے اس کی قضا
رکھنا لازم ہے اور کفارہ اس وجہ سے لازم نہیں آتا کہ امام زفرؒ کے نزدیک
نیت شرط نہیں اگر تندرست اور مقیم آدمی بلا نیت بھی کھانے پینے جماع سے تمام
دن رُکا رہے تو اُن کے نزدیک روزہ ہو جائے گا اور اگر عمداً وہ روزہ توڑ
ڈالے گا تو انکے نزدیک کفارہ لازم ہوگا۔ تو امام زفرؒ کے نزدیک وہ بلا نیت
بھی روزہ دار ہے اور جب تمام دن رکا رہا نہ کھایا نہ پیا نہ جماع کیا تو روزہ کی
توڑنے والی کون سی چیز پائی گئی جس سے کفارہ لازم ہو اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ
کفارہ تو روزہ عمداً توڑ ڈالنے پر موقوف ہے اور جب یہاں شروع سے بوجہ
عدم نیت کے جو شرط روزہ ہے روزہ ہی نہیں ہوا تو معدوم کا فاسد کرنا محال
ہے اگر کسی شخص کو بلا نیت روزہ رمضان کی صبح ہو گئی پھر اس نے قبل نیت روزہ
کے کھا پی لیا تو وہ قضا رکھے کفارہ نہیں ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر
کے مسئلہ میں بیان ہوئی اور اگر اس شخص نے صبح کو روزہ کی نیت کر لی اور نیت
کرنے کے بعد قبل زوال کے[1] کچھ کھا پی لیا تو بھی قضا رکھے کفارہ نہیں ہے
بوجہ شبہ اختلاف امام شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک رمضان کا روزہ دن کی نیت
سے صحیح نہیں ہوتا اور جب روزہ ہی نہیں ہوا تو اس میں کھانے سے کفارہ کیونکر
واجب ہوگا روزہ کی قضا رکھے اور اگر حلق میں مینہ کا قطرہ یا اولہ یا برف سانس

---

[1] قبل زوال امام صاحبؒ کے نزدیک ہے اور یہی ظاہر الروایہ ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر بعد زوال کے کچھ کھا
پی لیا تب تو قضا رکھے کفارہ نہیں ہے اور اگر قبل زوال کے کھا پی لیا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ قبل
زوال نیت کا کر لینا ممکن ہو تو روزہ تھا جس کو اس نے کھانے پینے سے فوت کر دیا بخلاف مابعد زوال کے ۱۲ منہ

کے ساتھ چلے گئے تو روزہ فاسد ہوگیا قضا رکھے اور اگر منہ میں غبار چلا گیا یا آنسو
کے یا چہرہ کے پسینہ کے ایک دو قطرہ چلے گئے تو اس سے روزہ فاسد نہیں
ہوتا اگر آنسو یا پسینہ کثرت سے منہ میں جمع ہو جائے کہ جس کی نمکی ساری منہ
میں معلوم ہو اور پھر اس کو نگل جائے تو روزہ فاسد ہو گا قضا رکھے اور اگر مردہ
عورت سے جماع کیا یا چھوٹے لڑکی سے جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہنچی اور قابل
جماع نہیں ہے۔ جماع کیا یا کسی چوپایہ جانور سے جماع کیا یا ران یا شکم عورت
میں جماع کیا یا ہونٹ کا بوسہ لیا اور چوسا یا گال کا بوسہ لیا اور کا یا فرج کا بوسہ
لیا۔ یا عورت کو مس کیا یا اپنے ہاتھ سے استمنا بالید کیا یا اسی عورت کے ہاتھ
سے ایسا کرایا یا عورت نے عورت کے ساتھ فعل کیا اور ان سب صورتوں
میں انزال بھی ہوگیا تو روزہ فاسد ہوگیا قضا رکھے اور اگر انزال نہیں ہوا تو روزہ
فاسد نہیں ہوا جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور روزہ رمضان کے سوا اگر اور کوئی
روزہ رکھکر اس کو کھانے یا پینے یا جماع کرنے سے توڑ ڈالے تو قضا رکھے
کفارہ نہیں ہے[۱] کفارہ صرف رمضان کے ادا روزہ توڑنے کے ساتھ
مخصوص ہے اور اگر سوتی ہوئی روزہ دار عورت سے یا مجنونہ عورت سے جو صبح
کو رات کی نیت سے روزہ دار اٹھی تھی پھر جنون ہوگیا جماع کیا گیا تو نائمہ اور مجنونہ
پر کفارہ نہیں ہے قضا رکھے لیکن مرد جماع کرنے والے پر قضا اور کفارہ دونوں واجب
ہوں گے کیونکہ عاقلہ و غیر عاقلہ کے ساتھ دلگی کرنا برابر ہے کچھ فرق نہیں اور اگر
رمضان کا روزہ دار دن کو کسی کی زبردستی اور جبر سے جماع کرے تو اس پر قضا

[۱] کیونکہ کفارہ محض ہتک حرمت رمضان کی سزا ہے جو رمضان کے ادا روزوں کے ساتھ
مخصوص ہے اگر رمضان کے قضا روزہ کو فاسد کر دیتا یا اور کسی روزہ کو فاسد کر دے تو اس
کے قضا رکھے کفارہ نہیں ہے ۱۲ منہ

ہے کفارہ نہیں ہے اور اگر یہ خیال و گمان کر کے سحری کھالی کہ ابھی رات ہے حالانکہ اس وقت صبح صادق ہو چکی ہے یا روزہ اس خیال سے کھول لیا کہ سورج ڈوب گیا حالانکہ اس وقت تک سورج نہیں ڈوبا تھا تو دونوں صورتوں میں روزہ کی قضا رکھے اور جس صبح صادق ہونے میں شک ہو تو بہتر یہ ہے کہ کھانا پینا ترک کر دے اور اگر کھالے تو روزہ صحیح ہے جب تک یہ یقین نہ ہو کہ بعد طلوع صبح صادق کے کھایا اور یقین ہونے پر قضا رکھ لے اور اگر غالب رائے یہی ہو کہ سحری ایسے وقت کھائی تھی کہ صبح صادق طلوع ہو چکی ہے تو احتیاطاً قضا کا روزہ رکھے اگرچہ بروئے ظاہر الروایہ اس پر قضا نہیں ہے اور یہی صحیح ہے مگر یہ اس صورت میں ہے کہ جب کچھ ظاہر نہ ہوا اور جب صاف ظاہر ہو جائے کہ جس وقت سحری کھائی صبح صادق طلوع ہو چکی تو پھر قضا واجب ہے کفارہ نہیں ہے اور جب دو آدمی طلوع صبح صادق پر گواہی دیں اور دو آدمی صبح صادق طلوع نہ ہونے پر گواہی دیں اور پھر کچھ کھا پی لے اور پھر ظاہر ہو کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تھی تو اس پر بالاتفاق قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے کیونکہ اس بات کی شہادت مقبول ہو گی اور نفی کی شہادت لغو ہے اور اگر ایک آدمی نے طلوع صبح صادق پر گواہی دی اور دو آدمیوں نے صبح صادق طلوع نہ ہونے پر گواہی دی اور پھر کچھ کھا پی لیا پھر ظاہر ہوا کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تھی تو کفارہ نہیں ہے اس لئے کہ ایک آدمی کی گواہی حجت نہیں ہے اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ دیکھ صبح صادق طلوع ہو گئی

لہ اور اگر صبح صادق طلوع ہونے نہ ہونے میں شک کیا اور پھر سحری کھالی اور کھانے کے بعد پھر تحقیق طور پر یقین ہو گیا کہ اس وقت صبح صادق طلوع ہو چکی تھی تو اس صورت میں بھی قضا رکھے کفارہ نہیں ہے ۱۲ منہ

یا نہیں اس نے دیکھ کر کہا کہ ابھی صبح صادق طلوع نہیں ہوئی پھر مرد نے اپنی عورت
سے جماع کیا پھر ظاہر ہوا کہ صبح صادق طلوع ہو گئی تھی تو روایت صحیح مرد پر کفارہ نہیں
اور اگر جانتی تھی کہ صبح صادق طلوع ہو گئی اور باوجود اس علم کے پھر کھانا یا جماع
کیا تو اس پر کفارہ ہے اور جب تک سورج کے ڈوبنے میں شک ہو روزہ
افطار کرنا نہیں چاہئیے جب غروب آفتاب پر یقین ہو جائے یا غروب آفتاب
پر غالب گمان ہو جائے اس وقت روزہ افطار کرنا چاہئیے کیونکہ غلبہ ظن بھی بمنزلہ
یقین ہے یہاں تک کہ بحر الرائق میں بحوالہ بزازیہ لکھا ہے کہ جب تک غالب گمان
غروب آفتاب پر نہ ہو روزہ افطار نہ کریں اگرچہ موذن اذان دیدے اگر روزہ
افطار کر لیا اور غالب رائے یہ ہے کہ ابھی سورج نہیں ڈوبا تو اس پر قضا اور
کفارہ دونوں ہیں کیونکہ غالب رائے بمنزلہ یقین ہے خواہ قبل غروب کے کھانا
پینا ظاہر ہوا یا کچھ بھی ظاہر نہ ہوا اور اگر دو آدمیوں نے سورج ڈوب جانے کی
گواہی دی اور دو آدمیوں نے نہ ڈوبنے کی گواہی دی پھر روزہ افطار کر لیا
اس کے بعد ظاہر ہوا کہ سورج نہیں ڈوبا تھا تو بالاتفاق قضا رکھنی پڑے گی
کفارہ نہیں ہے کیونکہ اس نے شہادت اثبات پر اعتبار کر کے روزہ کھولا
بعض کے نزدیک سحری اور افطار اٹکل پر کرنا درست ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر
وہ جو دیا اور کوئی صبح صادق کو نہیں دیکھ سکتا تو پھر اٹکل سے کر سکتا ہے اور
سحری ایک عادل آدمی کے قول پر بھی کر سکتا ہے اور جو بڑے شہروں میں
سحری کے وقت ڈنکا بجتا ہے اگر وہ ٹھیک وقت پر بجتا ہے تو اس کے اعتبار
پر بھی سحری کر سکتا ہے اور مرغ کی آواز پر بھی اگر بارہا کے تجربہ سے یہ بات معلوم
ہو چکی ہو کہ وہ مرغ ٹھیک وقت پر آواز کر سکتا ہے سحری کرنے میں کچھ ڈر نہیں
بعض کے نزدیک مرغ کی آواز پر اعتبار و اعتماد درست نہیں بعض کے نزدیک

روزہ اٹکل پر افطار کرنا درست نہیں اور ایک آدمی کے قول پر بھی اعتبار کر کے افطار کرنا درست نہیں دو آدمی ہونے چاہئیں لیکن بظاہر اگر ایک آدمی عادل ہو تو اس کے اعتبار پر افطار کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہاں اگر اس کو سچا نہ جانتا ہو یا وہ مستور الحال ہو تو اس پر اعتبار کر کے روزہ افطار کرنا جائز نہیں اور اگر اس شہر کے سب دیہاتی آدمی رمضان کی ۳۰ تاریخ کو شہر کے گولہ کی آواز یا نقارہ کی آواز سے یہ خیال کر کے کہ آج عید ہے روزہ افطار کر لیں حالانکہ وہ گولہ یا نقارہ کسی اور بات کا ہو تو اُن پر کفارہ نہیں ہے قضا رکھیں۔ اور پوری تحقیق و دریافت کے بعد افطار کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں احتمال ضرور ہے کہ گولہ یا نقارہ کسی اور بات کا ہو یا نقارہ بجانے والا گولہ چھوڑنے والا غیر عادل ہو اور اگر گولہ کی آواز پر افطار کرتے ہیں تو بھی اسی وجہ سے اٹکل کر کے روزہ افطار کرنا چاہیئے اور روئے ظاہر مذہب افطار اٹکل سے درست ہے کیونکہ اٹکل سے غلبہ ظن ہو جاتا ہے اور غلبہ ظن معتبر نہیں ہے بعد اٹکل کے محض گولہ کی آواز پر روزہ کھولنا درست نہیں اس لئے کہ گولہ کی آواز سے غلبہ ظن حاصل نہیں ہوتا اور یہ احتمال رہتا ہے کہ گولہ چھوڑنے والا عادل و محتاط نہ ہو یا کسی اور بات کا گولہ چھوٹا ہو۔[۵] اور جس شخص نے صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد

---

[۵] علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں کہ بعض علما کہتے ہیں کہ گولہ کی آواز اگرچہ گولہ چھوڑنے والا فاسق ہی ہو ہمارے زمانہ میں اس وجہ سے مفید غلبہ ظن ہے کہ ہر روز شام کے قریب گولہ چھوڑنے کا وقت دار القضا سے معین کر دیا جاتا ہے اور وزیر دغیرہ کو بھی بتلا دیا جاتا ہے اور پھر ٹھیک وقت معین پر بڑے اہتمام وزیر اور اعوان وزیر کی چھوٹتا ہے اس لئے گمان غالب یہی ہے کہ خطا و غلطی نہیں ہوتی ورنہ سب لوگوں کے گنہگار ہونے اور مہینہ بھر کے روزوں کی قضا واجب ہونے کا وبال تمام ان پر رہے گا تو اس کے آواز سنکر بلا اٹکل اور علم) دیکھو صفحہ ۵۵

اس گمان پر سحری کھائی کہ ابھی رات ہے اور جس شخص نے اس گمان پر روزہ کھول لیا کہ سورج غروب ہو گیا اگرچہ انکو بوجہ فاسد ہو جانے روزہ کے اس کی قضا رکھنی پڑیگی مگر ان کو سارا دن کھانے پینے اور جماع سے مثل روزہ داروں کے اس دن بند رہنا بھی روایت صحیح واجب ہے اور ایک روایت میں بند رہنا مستحب ہے اسی طرح جو مسافر نصف النہار کے بعد یا نصف النہار سے پہلے کھانا کھانے کے بعد مقیم ہوا اور حائض اور نفساء کو طلوع فجر پر یا طلوع فجر کے پاک ہوئے پر اور مجنوں کو افاقہ کے بعد جبکہ کھانا کھا چکا ہو یا وقت نیت نصف ہو گیا ہو اور بیمار کو تندرست ہو جانے کے بعد یا جس نے عمداً کھانے پینے جماع سے روزہ توڑ ڈالا یا کسی نے جبراً روزہ تڑوا دیا یا خطاً ٹوٹ گیا جیسے کلی کرنے سے حلق میں پانی چلا گیا یا لڑکا نصف النہار پر بالغ ہو گیا یا کافر اسلام لے آیا ان سب کو بقیہ یوم میں مثل روزہ داروں کے کھانے پینے جماع سے بند رہنا چاہئے[۱] لیکن حائض و نفساء کو بحالت حیض و نفاس اور مریض کو بحالت مرض اور مسافر کو بحالت سفر روزہ داروں کی مشابہت کرنا یعنی بند رہنا اجماعاً واجب نہیں حائض و نفساء ایک روایت کی رو سے پوشیدہ کھائیں پئیں اور ایک روایت یہ ہے کہ کھلم کھلا کھائیں پئیں اور مریض و مسافر ایک روایت میں ہے کہ کھلم کھلا کھائیں پئیں اور مسافر و مریض و مجنوں نے قبل نصف النہار کے اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو اور فرض روزہ کی نیت کرلیں تو روزہ

بقیہ صفحہ ۵۴ ۔ طلوع روزہ افطار کرلیتے ہیں تم کلام الشامی لیکن فی زمانہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت نہیں ہے جو ایسا انتظام و اہتمام ہو سکے اس لئے اٹکل کر کے جب غروب آفتاب پر یقین یا غالب گمان ہو جائے اس وقت روزہ افطار کرنا چاہئے ہر معتبر آدمی کے گولہ چھوڑنے پر ملا اطمینان روزہ کھولنا نہیں چاہئے ۱۲ منہ

[۱] اور سوائے لڑکے کے جو بالغ ہوا اور کافر کے جو اسلام لے آیا باقی سب کو اس روز کے بدلے روزہ کی قضا رکھنی پڑیگی ۱۲

اس مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے

بچوں کو روزہ رکھوانا

ادا ہو جائے گا حائض و نفساء اگر قبل نصف النہار پاک ہو جائے کے بعد روزہ کی
نیت کریں تو انکا روزہ فرض یا نفل ہرگز کچھ نہ ہوگا کیونکہ وقت کے اول جزو میں جو
شرط روزہ کا ہے حائض و نفسا میں اہلیت روزہ کی نہ تھی اور روزہ عبادت
واحد ہے اس کی تجزی نہیں ہوتی جب اس کے اول وقت میں اس کی اہلیت
نہ پائی گئی تو بقیہ اجزاء یوم میں بھی وہی حکم قائم ہوگا۔ اور بچہ میں جب روزہ رکھنے کی
طاقت وقوت پائی جاوے تو اس سے روزہ رکھوایا جاوے اور اس کے لئے کوئی خاص
وقت معین نہیں ہے سردی وگرمی کے موسم اور حالت جسم کے اختلاف سے اس
کا وقت بھی مختلف ہوتا ہے مگر جب بچہ دس برس کا ہو جاوے اور روزہ نہ رکھے تو
بچہ کو مثل نماز کے مار کر اور تنبیہ کر کے رکھوانا چاہئیے اور تیرہ برس سے تجاوز نہ کرنا چاہئیے
مسلمانوں کو چاہئیے کہ جب اپنے بچہ کو پہلا روزہ رکھواویں تو حسب مقدار اپنی اعزہ اور
احبا اور مساکین وغیرہ کو بلاکر انکا روزہ افطار کرائیں اور انکو کھانا کھلائیں روزہ افطار
کرانے کا بڑا اجر و ثواب ہے فرمایا حضور اکرم نبی کریم صلعم نے من فطر صائما او جھز
غازیا فله مثل اجره رواه البیهقی فی شعب الایمان اور فرمایا آنحضرت صلعم نے
من فطر صائما کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبته من النار وکان له مثل
اجره من غیر ان ینتقص من اجره شیئ رواه البیهقی فی شعب الایمان
اس ماہ مبارک میں روزہ داروں کو کھلانے پلانے کا بڑا ثواب ہے اگر ممکن ہو
تو ہر سال بتقریب روزہ کشائی دوست احباب وغیرہ کو کھانا کھلائیں ورنہ بچوں
کے روزہ رکھوانے پر تو ضرور کھانا کھلا کر ثواب دارین حاصل کریں اور بچہ اگر روزہ
کو فاسد کردے تو اس سے قضا نہ رکھوائی جاوے کیونکہ اس میں بچہ کو سختی ہے۔ نماز
کی قضا پڑھوائی جاوے کیونکہ اس میں کچھ مشقت نہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی یاد رکھو کہ
جن صورتوں میں کفارہ واجب نہ ہونے کا حکم بیان ہوا وہ اسی وقت تک ہے کہ

جب وہ فعل پھر دوسری دفعہ اس شخص سے روزہ توڑنے کے ارادہ سے سرزد نہ ہوا اگر پھر دوبارہ روزہ توڑنے کی غرض سے وہ فعل کرے گا تو روایت مفتیٰ بہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

جن باتوں سے قضا و کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں ان کا بیان

جو عاقل بالغ آدمی عمداً بلا اجبار و اکراہ کے کسی پوری مشتہاہ بالغہ زندہ عورت سے رمضان کے روزہ میں دن کو قبل یا دبر میں جماع کرے یا کرائے تو اس پر قضا وکفارہ دونوں واجب ہوں گے[1] اور انزال ہونا شرط نہیں ہے جب حشفہ قبل یا دبر میں غائب ہو جاوے تو قضا وکفارہ دونوں واجب ہو جائیں گے۔ اگر عورت بھی رضامند و مطیع ہو تو اس پر بھی مثل مرد کے قضا وکفارہ دونوں ہیں اور اگر جبراً مرد نے یہ فعل کیا اور عورت رضامند و مطیع نہ ہوئی تو عورت پر صرف قضا ہے کفارہ بالاجماع اس پر نہیں ہے اور اگر ابتدا میں تو عورت رضامند و مطیع نہ تھی مرد نے جبر و اکراہ سے یہ فعل کیا لیکن درمیان میں رضامند و مطیع ہو گئی تب بھی عورت پر قضا ہے کفارہ نہیں اور اگر عورت نے مرد پر جبر کیا اور مرد نے جبر و اکراہ سے اس کے ساتھ جماع کیا تو بروایت اصح و مفتیٰ نہ مرد پر کفارہ نہیں اور لواطت میں ہے صاحبین کے نزدیک فاعل پر قضا وکفارہ ہے اور امام صاحبؒ سے اس میں دو روایت ہیں ایک مثل صاحبین کے اور دوسری کفارہ واجب نہ ہونے کی لیکن اکثر مشائخ نے صاحبین ہی کے قول کو لیا ہے۔

---

[1] عاقل بالغ کی قید سے مجنون و لڑکا خارج ہو گئے کیونکہ وہ مخاطب باحکام نہیں ہیں اور عمداً کی قید سے مخطی اور مکرہ اور ناسی خارج ہو گئے اور مشتہاہ کی قید سے چارپایہ جانور اور مردہ عورت اور صغیرہ خارج ہو گئے اور روزہ ماہ رمضان کی قید سے دیگر روزہ اور رمضان کی قضا کے روزہ خارج ہو گئے کیونکہ ان کے فاسد کرنے پر کفارہ نہیں ہے بوجہ ہتک حرمت رمضان کے ادائے رمضان کا روزہ فاسد کرنے پر کفارہ بطور حد و سزا کے ہے ۱۲ منہ

اور قضا بالاتفاق واجب ہے ۔ اسی طرح جو چیزیں عداً یا بادواً آدمی کھاتے پیتے ہیں ان میں سے عمداً کوئی چیز کھالے یا پی لے تو بھی قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں[۵] اور قاعدہ کلی یہ ہے کہ جس چیز کی عادتاً کھانے پینے سے اندر کی بدن کی اصلاح اور فائدہ ہو اس کو منہ کے ذریعہ کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن کنکر یا گٹھلی کے نگلنے سے اگرچہ بظاہر روزہ کا توڑنا ہے مگر چونکہ معناً یعنی عداً یا بادواً اس سے اصلاح اور فائدہ بدن نہیں ہوتا اس لئے کفارہ نہیں ہے اور حقنہ رکھنے میں اگرچہ معناً اس سے اصلاح بدن متصور ہے لیکن صورتاً وہ کھانا نہیں ہے اس لئے کفارہ نہیں ہے اسی طرح صحیح سالم خشک اخروٹ یا بادام کو نگل لیا اگرچہ صورتاً کھانا ہے مگر معناً کھانا نہیں کیونکہ اس کو نہیں کھاتے اس لئے وہ بھی کنکر و گٹھلی کے حکم میں ہے یا خشک کچا آٹا یا گندھا کچا آٹا کھانا اگرچہ صورتاً کھانا ہے مگر معناً کھانا نہیں کیونکہ اس طرح اس سے مقصود تغذی یا تداوی نہیں ہوتی اور درخت کے پتے کھانے میں اگر عادتاً اس کو کھاتے ہیں تو قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے اور اگر عادتاً نہیں کھاتے تو صرف قضا واجب ہوگی اور اگر اپنے یا کسی اور کے منہ کے نکلے ہوئے تھوک کو نگل گیا کفارہ نہیں ہے کیونکہ ہر شخص کو اس سے تنفر و کراہت ہوتی ہے ہاں اگر آپنے کسی محبوب معشوق کا تھوک نگل گیا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ اس سے نفرت اور گھن نہیں ہوتی اسی طرح اگر نوالہ کو منہ سے نکالکر پھر کھا گیا تو بروایت اصح کفارہ نہیں ہے کیونکہ اس کے کھانے سے نفرت اور گھن آتی ہے عوصیکہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی مراد تغذی سے یہ ہے کہ جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح اور فائدہ ہو اور وہ عادتاً بطور غذا یا دوا یا بطور حصول لذت کھائی جاتی ہو دیکھو گندہے ہوئے کچے آٹے یا خشک کچے آٹے میں اگرچہ اصلاح بدن اور غذائیت ہے مگر اس مطلب کے لئے اس طرح عادتاً نہیں کھایا جاتا اور منہ سے

[۵] اور امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کے نزدیک بجز جماع کے کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں آتا ۱۲ منہ

نکلے ہوئے نوالہ میں بھی صلاحیت غذا اور اصلاح بدن ہے لیکن بوجہ کراہت اس کو حکماً اس صلاحیت سے خارج کیا گیا اور محبوب کے تھوک کو بوجہ لذت اس میں داخل رکھا گیا کیونکہ کفارہ بطور حد کے زجر و توبیخ ہے اور زجر و توبیخ کے لئے ان ہی چیزوں کی ضرورت ہے جن چیزوں کو آدمی عادتاً کھاتا پیتا ہے اور جن کو عادتاً کھاتا پیتا نہیں ان سے تو آدمی خود ہی باز رہتا ہے جس طرح شراب کے پینے پر بوجہ لذت شرعی حد رکھی گئی پیشاب یا خاک یا جانوروں کے کھانے پینے پر حد نہیں رکھی گئی کیونکہ ہر شخص بالطبع اس سے کراہت و نفرت کرتا ہے اور کچے گوشت کے کھانے میں اگرچہ مرے ہوئے جانور کا ہو حتیٰ کہ اس میں کیڑے نہ پڑے ہوں اور بدبودار نہ ہوا ہو کفارہ واجب ہے حالانکہ کچے گوشت کے کھانے سے بھی نفرت و کراہت ہوتی ہے مگر غالباً اس وجہ سے کفارہ ہے کہ گوشت سے فی نفسہٖ مقصود تغذی اور اصلاح بدن ہے منہ سے نکلے ہوئے نوالہ اور کچے آٹے سے یہ مقصود نہیں

پس اسی اصول پر جب رمضان کے روزہ میں دن کو کسی قسم کی کوئی روٹی یا کسی قسم کا کوئی کھانا یا کسی قسم کا کوئی حلوا یا کسی قسم کا کوئی روغن یا کسی قسم کا کوئی دودھ عمداً کھا پی لیگا تو قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور ہڑ اور مشک اور زعفران اور کافور کو کھانے سے قضا و کفارہ واجب ہوگا اور سرکہ اور زعفران کا پانی اور کسم کا پانی اور باقلے کا پانی اور خربزہ تربز کھیرا ککڑی کدو کا پانی انگور کا پانی اور بیہ کا پانی اور برف اور اولہ کے کھانے پینے سے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور جو ٹی دوا اً استعمال ہوتی ہے جیسے گل ارمنی وغیرہ اسکے کھانے سے بھی قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور کچا گوشت و چربی کھانے سے قضا و کفارہ دونو لازم ہوں گے اور بھنے ہوئے جو کھانے سے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے کچے بے بھنے کھانے سے کفارہ واجب نہ ہوگا اور درختوں کے پتے اور نباتات

جنکو عادتاً کھایا جاتا ہے انکے کھانے سے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور جنکو عادتاً نہیں کھاتے انکے کھانے سے صرف قضا واجب ہوگی کفارہ واجب ہوگا اور نمک کے کھانے میں روایت صحیح ومختار کفارہ ہے اور اگر کسی شخص نے پچھنے لگوائے یا فصد کھلوائی یا سرمہ لگایا یا عورت کو ہاتھ لگایا یا شہوت سے بوسہ لیا یا بلا انزال مباشرۃ فاحشہ ہوئی یا کسی چوپایہ جانور سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا یا بیتک انگلی ڈبر میں کی اور ان میں سے کسی فعل کے کرنے پر یہ گمان کیا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھا پی لیا تو اس پر قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے کیونکہ ان امور سے روزہ ٹوٹنے کا گمان نہیں ہو سکتا ہاں اگر کھا پی لیتا یا جماع کرلیتا یا احتلام ہوجاتا یا عورت کے دیکھنے سے انزال ہوجاتا یا ارخود قے آجاتی اور ان امور سے یہ گمان کرتا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھا پی لیتا تو بوجہ شبہ کے کفارہ واجب نہ ہوتا اور پچھنے اور فصد اور سرمہ وغیرہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا گمان محض بےموقعہ و بےمحل گمان ہے اس لئے قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے اور اگر کوئی مفتی[۵۱] یہ فتوی دیدے کہ پچھنوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو پھر بوجہ پیدا ہوجانے شبہ کے عمداً کھا لینے پر کفارہ واجب نہ ہوگا اگرچہ مفتی خطا ہی کرے کیونکہ پھر اس کا گمان بےمحل نہ ہوگا یا کوئی حدیث سنی[۵۲] اور اس کی تاویل و تفسیر نہ سمجھی تو بھی بوجہ پیدا ہوجانے شبہ کے پھر عمداً کھا لینے سے کفارہ لازم نہ ہوگا اور سر یا داڑھی میں تیل ڈالکر یا غیبت کر کے یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھا پی لیا تو کفارہ و قضا دونو لازم ہوں گے اور بعض علماء کے نزدیک غیبت کا حکم بھی بوجہ

---

[۵۱] مثلاً حنبلی مفتی ایسا فتوی دیدے کیونکہ امام اوزاعیؒ اور امام احمد حنبل کے نزدیک پچھنوں سے بحسب ظاہر حدیث افطر الحاجم والمحجوم روزہ فاسد ہوجاتا ہے ۱۲ منہ

[۵۲] جیسا کہ حدیث میں ہے افطر الحاجم والمحجوم یا حدیث میں ہے خمس یفطرن الصائم الکذب والغیبۃ والنمیمۃ والیمین الکاذبۃ والنظر بشھوۃ ۱۲ منہ

شبہ کے مثل کچھوں کے ہے کہ اگر کوئی مفتی یہ فتوی دیدے کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا حدیث سنکر اور اس کی تاویل نہ جانکر یہ سمجھے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر عمداً کھاپی لے تو بوجہ شبہ کے کفارہ واجب نہ ہوگا اور صاحب بحرالرائق اسی کو بوجہ شبہ راجح کہتے ہیں مگر علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں کہ غیبت کی حدیث سے بالاجماع ثواب آخرت کا جانا مراد ہے اس کے ظاہر پر کسی کا عمل نہیں ہے بخلاف پچھنوں کی حدیث کے کہ اس کے ظاہر پر امام اوزاعیؒ اور امام احمد حنبلؒ کا عمل ہے اس لئے حدیث غیبت سے کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا اور عمل اسی پر ہونا چاہئے جس پر اکثر ہیں اور اگر روزہ دار ایک تل کی برابر کوئی چیز باہر سے اٹھا کر عمداً کھا گیا یعنی نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور بروایت صحیح قضا و کفارہ دونو واجب ہوں گے لیکن اگر اس طرح چبا کر کھالیا کہ وہ منہ میں جیٹ کر نیست و نابود ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا لیکن اگر حلق میں اس کا مزہ پایا جائے گا تو روزہ فاسد ہوگا اور ہر چھوٹی چیز کے چبا کر کھانے میں یہ اصول قابل یاد رکھنے کے ہے کہ جب حلق میں اس کا مزہ پایا جاتا ہے۔ تو وہ مفسد روزہ ہے۔

اور روزہ توڑنے کا کفارہ مثل کفارہ ظہار[51] کے یہ ہے کہ اول غلام آزاد کرے اور اگر غلام نہ پائے[52] تو دو مہینہ کے متواتر روزے رکھے سوائے عذر حیض کے اور کسی عذر سے

[51] کفارہ ظہار کی یہ آیہ ہے والذین یظاہرون من نساءھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا ۱۲ منہ

[52] حنفیوں کے نزدیک نہ پانے سے یہ مراد ہے کہ اس کے پاس غلام موجود نہ ہو اگر غلام موجود ہو خواہ فاضل و زائد ہو یا نہ ہو تو غلام ہی آزاد کرے اگرچہ خود اس کی خدمت کا محتاج ہو اور اگر غلام نہ ہو مگر غلام کی قیمت موجود ہو اگرچہ زائد و فاضل ہو تو غلام خریدنے کی ضرورت نہیں روزے رکھے ۱۲ منہ

بلا عذر اگر بیچ میں روزہ ترک کر دے تو پھر از سر نو شروع[۵۱] کرے اگر اس کی بھی طاقت
نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور یہ کفارہ مرد عورت غلام آزاد بادشاہ امیر
غریب سب پر برابر ہے جو غلام کفارہ میں آزاد کیا جائے خواہ وہ کافر[۵۲] ہو یا مسلمان
مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا جائز ہے لیکن اندھا یا دونوں ہاتھ کٹا ہوا یا دونوں پیر کٹا ہوا یا
دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کٹا ہوا اور لایعقل مجنوں اور مدبر اور مکاتب کہ جس نے کچھ مال
کتابت ادا کیا ہو اور ام ولد کا آزاد کرنا کفارہ میں جائز نہیں ہاں جس غلام نے کچھ
بھی بدل کتابت ادا کیا ہو اس کا آزاد کرنا جائز ہے اور کفارہ میں روزے ان دو مہینوں
کے لیے درپے رکھے جن میں رمضان شریف اور عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق
نہ ہوں کیونکہ اگر درمیان میں سوائے عذر حیض کے سلسلہ تواتر منقطع ہو جائے گا خواہ
عذر سے ہو یا بلا عذر تو شروع سے رکھنے پڑیں گے لیکن کفارہ ظہار میں ان دو مہینوں
کے درمیان جس عورت سے ظہار کیا ہے اگر اس سے سہواً یا عمداً خواہ دن کو یا رات کو
جماع کرے گا تو سلسلہ تتابع منقطع ہو کر پھر از سر نو دو مہینہ کے روزے رکھنے پڑیں گے کفارہ
صوم اور کفارہ قتل میں جماع کرنے سے سلسلہ تتابع منقطع نہیں ہوگا اس میں تو صرف
عذر سے یا بلا عذر درمیان میں روزہ چھوڑ دینے سے سلسلہ تتابع منقطع ہوگا اور بعذر
حیض روزہ چھوڑنے سے بھی تواتر و تتابع منقطع نہ ہوگا اور اگر بوجہ مرض یا بڑھاپے کے
روزے کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یعنی ہر مسکین کو
بقدر صدقہ فطر کے نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ایک صاع کھجوریں یا جو یا جو
کا آٹا یا ان کی قیمت دیدے یا دونوں وقت صبح و شام ساٹھ آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے
خواہ کوئی کم کھائے یا زیادہ کھائے مگر چھوٹے سے دودھ پیتے بچہ کو کھلانا جائز نہیں

---

[۵۱] اور نفاس سے بھی از سر نو شروع کرے ۱۲ منہ

[۵۲] امام شافعی کے نزدیک کافر کا اس میں آزاد کرنا جائز نہیں ۱۲ منہ

کیونکہ وہ پوری غذا نہیں کھاتا ایک آدمی کو ساٹھ دن تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلاوے یا نقد رقم کو ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دیدے اور کھانا کھلانے میں دونوں وقت روٹی کے ساتھ سالن[۱] ہونا بہتر ہے اور اگر جو کی یا باجرہ جوار کی روٹی ہو تو سالن کا ہونا شرط ہے گیہوں کی روٹی کے ساتھ شرط نہیں ہے اور ایسے اصول اور فروع اور احد الزوجین اور ایسے غلام اور مستند کو دینا درست نہیں۔ اب جس شخص نے دن میں قبل نصف النہار رمضان کے روزہ کی نیت کی رات سے نیت معین نہیں کی پھر عمداً کھا پی لیا یا جماع کرلیا تو بوجہ اختلاف امام شافعیؒ کے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ امام شافعیؒ کے نزدیک دن کی نیت سے رمضان کا روزہ نہیں ہوتا اور جبراً کھانے پینے یا جماع سے بھی کفارہ ساقط ہو جائیگا اور اگر مقیم آدمی نے رات سے روزہ کی نیت کی پھر اس نے عمداً کھانے یا پینے یا جماع سے روزہ توڑ ڈالا پھر خود قدرتی طور پر بلا اس کے کسی فعل کے کوئی سبب روزہ کا ساقط کرنیوالا پیدا ہو گیا مثلاً اتفاقیہ ایسا بیمار ہو گیا کہ جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے یا عورت کو حیض آگیا تو اب قضا رکھے کفارہ ساقط ہو جائے گا اور اگر اپنے آپ کوئی زخم لگا کر بیمار ہو گیا تو ایک روایت میں کفارہ ساقط ہو جائے گا مگر روایت معتمد یہ ہے کہ کفارہ ساقط نہ ہو گا کیونکہ یہ خود اسی کا فعل ہے اور روزہ توڑنے کے بعد اگر کوئی جبراً سفر میں لے جایا گیا تو ایک روایت میں کفارہ ساقط ہو گا اور روایت معتمد یہ ہے کہ کفارہ ساقط نہ ہو گا اور اگر اپنی خوشی سے سفر کریگا تو بالاتفاق کفارہ ساقط نہ ہو گا اسی طرح اگر اس کو اس دن حیض آنے کی عادت تھی یا بخار آنے کی باری تھی اور رات سے رمضان کے روزہ کی نیت کر کے پھر روزہ توڑ ڈالا پھر اس دن بخار یا حیض نہ آیا تو ایک روایت میں کفارہ ساقط نہ ہو گا اور

[۱] عربی میں لفظ اِدام ہے اور وہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے روٹی لگا کر کھائی جاوے خواہ دال ہو یا ترکاری ہو یا گوشت ہو حدیث میں ہے نعم الادام الخل سرکہ اچھا سالن ہے ۱۲ منہ

اسی کو صحیح کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک کفارہ ساقط ہو جائیگا اور اسی کو معتمد کہتے ہیں اور
ایک رمضان میں دو دفعہ کھائے یا پیئے یا جماع سے اگر روزہ توڑ ڈالا اور پہلے کا کفارہ
نہیں دیا تو دونو کا ایک کفارہ کافی ہے لیکن اگر پہلے کا دیدیا تو پھر دوسرے کا دوبارہ
دینا ہوگا اور اگر دو رمضانوں میں دو روزے توڑ ڈالے اور پہلے رمضان کا کفارہ نہیں
دیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس میں بھی دونو رمضانوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے اور
یہی معتمد ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ دو کفارہ دے بعض کے نزدیک یہی صحیح اور
ظاہر الروایۃ ہے اور بعض کے نزدیک قابل فتوی یہ امر ہے کہ کھانے یا پینے سے چند دفعہ
روزہ توڑے ہیں اگر پہلے کا کفارہ نہیں دیا تو سب کا ایک کفارہ کافی ہے اور اگر جماع
سے مکرر روزہ توڑا اور پہلے کا کفارہ نہیں دیا تو ہر ایک کا کفارہ الگ الگ دینا چاہیئے
سب کا ایک کفارہ کافی نہ ہوگا کیونکہ جماع سخت قصور ہے اسی لئے امام شافعیؒ کے نزدیک
صرف جماع ہی سے روزہ توڑنے پر کفارہ ہے کھانے پینے سے روزہ توڑنے میں
کفارہ نہیں ہے اور جو شخص رمضان میں عمداً روزہ توڑ ڈالے اور پھر دوبارہ اس کے
روزہ توڑنے کا خوف ہو تو اس کو قید کیا جاوے اور تعزیر دیجائے اور جو شخص عمداً
علی سبیل الشہرۃ رمضان میں بلا عذر دن کو کھائے پیئے تو اس کو قتل کیا جاوے۔ اور اگر
ازخود روزہ میں قے آگئی خواہ منہ بھر کر آئی یا کم اور نکل گئی اور لوٹ کر پیٹ میں نہیں
گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر بلا اس کے کسی فعل کے وہ قے خود لوٹ کر پیٹ میں
چلی گئی اگرچہ وہ منہ بھر کر تھی اور اس شخص کو اپنا روزہ سے ہونا بھی یاد تھا تو امام محمدؒ
کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر خود اس قے کو جو منہ بھر کر
آئی تھی لوٹا کر پیٹ میں لیگیا خواہ سب قے کو لیگیا یا بعض کو اگرچہ وہ بعض چنے کی برابر
ہو یا اس سے زیادہ ہو تو بالاتفاق روزہ فاسد ہو جائیگا قضا رکھے کفارہ نہیں ہے
اور اگر وہ قے جس کو خود لوٹا کر پیٹ میں لے گیا منہ بھر کر نہ تھی تو روایت صحیح مختار

روزہ میں قے کا مسئلہ

روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر از خود تو قے ہوئی اس نے عمداً یاد ہوتے ہوئے روزہ
کے خود قے کی اگر منہ بھر کر ہے خواہ وہ خود لوٹ کر پیٹ میں گئی یا نہ خود لوٹا کر پیٹ
میں لے گیا یا یہ کہ نہ تو وہ خود لوٹی نہ اس نے خود لوٹایا بالاجماع روزہ فاسد ہو گیا
اور اگر وہ منہ بھر کر نہیں ہے اس سے کم ہے اور وہ نہ خود لوٹ کر پیٹ میں گئی نہ
اس نے خود لوٹایا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے
اور امام محمدؒ کے نزدیک فاسد ہوگا اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور اگر وہ قے خود لوٹ کر
پیٹ میں چلی گئی تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر اس نے خود لوٹایا تو ایک روایت
میں روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہی اصح ہے اور ایک روایت میں فاسد ہوگا اب یہ
تفصیل جو قے کی بیان ہوئی کھانا یا پانی یا صفرا یا خون کی قے کے متعلق ہے بلغم کی
قے خواہ پیٹ میں سے چڑھ کر آئی یا سر میں سے اتر کر آئی مطلقاً[1] مفسد روزہ نہیں ہے
یعنی خواہ قے بلغم کی خود آئی یا یہ شخص خود قے کرے خواہ منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو
خواہ قے خود پیٹ میں لوٹ جائے یا یہ شخص خود قے کو پیٹ میں لوٹا کر لیجائے۔
روزہ میں کسی چیز کو چکھنا یا چبانا بلا عذر مکروہ[2] ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر یا لونڈی
کا مولا بد مزاج ہو تو کھانے کا نمک چکھنا اس کو مکروہ نہیں اسی طرح چھوٹے بچہ کو
کوئی چیز چبا کر منہ میں دینے کیلئے جبکہ کوئی بے روزہ دار عورت حائض یا نفساء نہ ملے
یا نکلا ہوا دودھ یا پکا ہوا کھانا موجود نہ ہو مکروہ نہیں اور کسی چیز کے خریدنے میں اگر
بغیر چکھے چارہ نہ ہو اور غبن کا خوف ہو تو چکھنا مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے اور شہد

---

[1] یہ مسئلہ درمختار کا ہے علامہ شامی اسکے آگے لکھتے ہیں وفی ھذا الاطلاق تأمل
واللہ اعلم بصحۃ ھذا الاطلاق وبصحۃ قیاسہ علی الطہارۃ
فلیراجع۔ ۱۲ منہ

[2] ظاہر یہاں ان چیزوں میں کراہت سے مراد کراہت تنزیہی ہے ۱۲ منہ

اور گھی کو اچھے برے کی شناخت کیلئے چکھنا مکروہ ہے اور بلا عذر چکھنے اور چبانے میں کراہت کا حکم فرض روزہ میں ہے نفل میں نہیں ہے اور سفید گوند[1] کا چبانا مکروہ ہے کیونکہ وہ نوچیپ دار ہونے کے منہ میں چمٹ جاتا ہے اور سیاہ گوند جو چیپ دار اور چمٹنے والا نہیں ہوتا اُس کے چبانے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ وہ پیٹ میں اتر جاتا ہے اور عورت کا بوسہ لینا اور مس کرنا اور معانقہ اور مباشرہ فاحشہ اگر جماع اور انزال کا خوف ہو تو مکروہ ہے اور اگر یہ خوف نہ ہو تو کچھ ڈر نہیں مگر بہتر نہیں اور ایسا بوسہ کہ جس میں عورت کے دونوں ہونٹوں کو چوسے مکروہ ہے اور داڑھی میں اور سر میں تیل ڈالنا یا سرمہ لگانا مکروہ نہیں لیکن اگر داڑھی بقدر ایکمشت کے ہے جو مسنون ہے اور پھر تیل اس لئے ڈالتا ہے کہ اور لمبی ہو تو مکروہ ہے کیونکہ ایکمشت سے زیادہ کا قطع کرنا واجب ہے جیسا کہ ہدایہ اور معراج الدرایہ میں ہے اور اسی سے فتح القدیر میں نقل کیا ہے کیونکہ واجب کے ترک سے آدمی گنہگار ہوتا ہے مگر علامہ ابن نجیم مصری صاحب بحر الرائق وغیرہ نے لکھا ہے کہ جس حدیث ترمذی سے صاحب ہدایہ استدلال کرتے ہیں[2] اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اسی لئے اکثر فقہا نے لفظ وجوب کو حذف کر کے یہ لکھا ہے کہ ایک مشت سے زائد کو کٹوا دیا جائے[3] لیکن جب ایکمشت سے کم ہو

[1] ہدایہ میں [illegible]

[2] ہدایہ کی عبارت یہ ہے ولا یفعل لتطویل اللحیۃ اذا کانت بقدر المسنون وھو القبضۃ اس پر صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ ماوراء ذلک یجب قطعہ ھکذا عن رسول اللہ صلعم انہ کان یاخذ من اللحیۃ من طولھا وعرضھا اوردہ ابو عیسے الترمذی فی جامعہ ۱۲ منہ

[3] حاشیہ عینی میں بحوالہ محیط لکھا ہے والقصر سنۃ فیما زاد علی قبضتہ وطعھا اور فتح میں ہے وقال الولعی وما زاد یقص فی السرح الشیخ اسمعیل لا باس بان یقبض علی لحیتہ فاذا زاد علی قبضتہ شئ جزہ کما فی المنیہ وھو سنۃ کما فی المبتغی وفی المحیط والینابیع وغیرھما لا باس باخذ اطراف اللحیۃ اذا طالت الا تسع [illegible]

(دیکھو صفحہ ۶۷)

تو پھر اس کے قطع کرنے کو کوئی بھی شارع نہیں کہتا اور آپ روزہ میں دن کو اگرچہ بعد دوپہر کے ہو مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ مثل اور دنوں کے سنت ہے اور پچھنے لگوائے یا فصد کرائے سے اگر بوجہ ضعف روزہ فوت ہونے کا خوف ہو تو مکروہ ہے اور یہ خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں اور بدن کو گیلا کپڑا لپیٹنا یا بغرض وضو کلی کرنا یا ناک میں پانی دینا یا نہانا ٹھنڈک کیلئے روایت مفتی بہ مکروہ نہیں[51] اور یہ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ امام صاحبؒ اس وجہ سے ان باتوں کو بہتر نہیں سمجھتے کہ ان امور سے عبادت الٰہی میں آدمی کی پریشانی اور تنگدلی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور سحر کا کھانا مستحب ہے اور سحر آخر رات کا چھٹا حصہ ہے فرمایا جناب سرور عالم نے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں فرق سحری کا ہے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ سحری سب برکت ہے اگرچہ تم ایک گھونٹ پانی کا ہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت[52]

(نوٹ بقیہ صفحہ گزشتہ) الا علی وجہ التزئین ولا ما لاحد من حاجة وشعر وجہ عالم بیشمد علی المحققین ولا یحلق شعر حلقة وعن ابی یوسف لا باس بہ ۱۲ منہ

[51] ابو داؤد میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے گرمی یا پیاس کی وجہ سے روزہ میں اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ روزہ میں گیلا کپڑا کرکے اپنے بدن پر لپیٹ لیتے تھے جو نکلیفیں عبادت الٰہی پر معین اور باعث تسلی وتسکین ہیں اس لئے ان کے کرنے میں کوئی کراہت نہیں ۱۲ منہ

امام نووی رح شارح صحیح مسلم اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علما کا اس امر پر اجماع ہے کہ سحری کرنا مستحب ہے اور یہ واجب نہیں ہے اور برکت اس میں ظاہر ہے کہ اس وقت کے کھانے سے روزہ رکھنے پر آدمی کو قوت ہو جاتی ہے اور روزہ کی مشقت ہلکی ہو جاتی ہے اور روزہ پر رغبت پیدا ہوتی ہے اور یہ مصلحت بھی ہے کہ یہ وقت نزول رحمت اور قبول دعا اور استغفار کا ہے اس وقت ہوشیار وبیدار ہونے پر شاید اللہ تعالیٰ یہ ہمت و توفیق دے کہ وہ صبح تک اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعا اور استغفار اور نماز تہجد میں مصروف ہو کر نور عظیم حاصل کرے ۱۲ منہ

ہے اور سحری کی تاخیر مستحب ہے جب تک رات کے ہونے میں شک نہ ہو اور جب تک شک ہو تو پھر کھانا مکروہ ہے اور اگر ابر کا دن نہ ہو تو افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے اور جلدی سے یہ مراد ہے کہ جب ظن غالب اس بات پر ہو جائے کہ آفتاب غروب ہوگیا تو روزہ افطار کرلے پھر دیر نہ کرے اور جب تک ظن غالب غروب آفتاب پر نہ ہو روزہ نہ کھولے اگرچہ موذن اذان کہہ دے اور حدیث میں ہے کہ روزہ کھجور پر افطار کرو کہ اس میں برکت ہے اگر وہ نہ ہو تو پانی پر کھول لے کہ وہ بھی پاک ہے اور خود جناب سرور عالم صلعم بھی تر کھجوروں پر روزہ افطار فرماتے اگر وہ نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں پر وہ بھی نہ ہوں تو چند گھونٹ پانی سے روزہ افطار فرما لیتے اور افطار فرماتے وقت یہ دعا پڑھتے ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللہ اور یہ دعا بھی حدیث میں ہے اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت اور جو شخص طلب معاش ور روزے میں دن کو سخت جسمانی محنت مزدوری کے کام کرتا ہے جیسے بھٹیارہ لوہار معمار وغیرہ اگر وہ گرمی میں کسی رمضان کے روزہ میں شدت گرمی و پیاس سے بیتاب و بیقرار ہو جائے اور روزہ توڑ ڈالے تو اس پر کفارہ ہے بعض کے نزدیک کفارہ نہیں ہے اور اسی پر بعض علما کا فتویٰ ہے۔ ایسے جسمانی محنت مزدوری کرنے والوں کو رمضان میں ایسے کام کرنے جائز نہیں کہ جس سے ضعیف ہو جائیں اور روزہ نہ رکھ سکیں دوپہر تک ایسا کام کریں۔ اور اگر کوئی شخص اتنا ضعیف و ناتوان ہے کہ اگر روزہ رکھتا ہے تو نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو وہ شخص روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے تاکہ دونو عبادتیں ادا ہو جائیں۔

تین رات دن کے سفر میں اگرچہ سفر معصیت ہو جیسے چوری ڈاکہ زنی وغیرہ جتنے دن سفر میں رہے اتنے دن رمضان کا روزہ نہ رکھنا جائز ہے پھر اتنے دن

ان لوگوں کا بیان جن کو رمضان کا روزہ نہ رکھنا جائز ہے

کے روزوں کی قضا جب مقیم ہو رکھ لے اور اگر روزہ رکھنے سے سفر میں کوئی مشقت
ومضرت نہ ہو تو سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ اسی طرح حاملہ[2] اور دودھ پلانے والی
عورت خواہ ماں ہو یا دایہ[1] اگر وہ اپنے اور اپنے بچہ پر ظن غالب خائف ہوں تو
روزہ نہ رکھیں اور قدرت ہونے پر ان روزوں کی قضا رکھیں۔ اور جو شخص
رمضان میں مریض[4] ہو اور روزہ رکھنے سے زیادتی مرض کا خوف ہو تو وہ روزہ
نہ رکھے اور تندرست ہونے پر ان روزوں کی قضا رکھے اور اگر تندرست آدمی
کو کسی طبیب حاذق مسلمان[2] کے بتانے سے یا آثار و علامات و تجربہ سے روزہ
رکھنے میں ظن غالب مرض کا خوف ہو یا لونڈی غلام کو شدت گرمی سے ظن
غالب محنت مشقت وغیرہ میں خوف ہلاکت ہو یا خادم وخادمہ کو کھانا پکانے کام
کاج محنت مشقت میں ظن غالب ضعف کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور قدرت
ہو جانے پر ان کی قضا رکھیں اور روزہ رمضان کی قضا فی الفور واجب نہیں علی التراخی
واجب ہے یعنی جب قدرت ہو رکھ لے اسی لئے نفل روزہ رکھنا قضا کے روزہ
سے پہلے درست ہے اور اگر دوسرا رمضان آگیا اور گذشتہ رمضان کے روزوں کی

---

[1] کیونکہ دایہ پر بوجہ عقد اجارہ کے دودھ پلانا واجب ہے اور ماں پر دیانۃً واجب ہے خواہ ماں
آسودہ ہو یا تنگدست اور اگر باپ تنگدست ہو یا وہ بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ پئے تو دیانۃً
وحکماً واجب ہے ۱۲ منہ

[2] مسلمان کی قید اس لئے ہے کہ کافر کا قول قابل اعتماد نہیں اگر مسلمان نے تیمم سے نماز شروع
کی اور کافر نے پانی دینے کا وعدہ کیا تو نماز قطع نہ کرے اسی طرح اگر کافر طبیب روزہ رکھنے میں زیادتی
مرض کا خوف بیان کرے تو روزہ ترک نہ کرے کیونکہ احتمال ہے کہ وہ نماز روزہ فاسد کرنے
کی غرض سے ایسا کہتا ہو اس لئے بعض علما کے نزدیک جنہیں اطلاع عادت نہ ہو انہیں کافر
طبیب سے علاج کرانا درست ہے بعض کے نزدیک مطلقاً درست نہیں کیونکہ ان کے مذہب میں مسلمانوں کی خیر خواہی کم
ہے ۱۲ منہ

قضا نہیں رکھی تو اس قضا سے پہلے اس رمضان کے ادا کے روزے رکھے اگر قضا کے روزہ کو مقدم کرکے رکھیگا تو وہ اسی رمضان کے ادا ہی کے روزہ ہوں گے اور اگر مریض و مسافر وغیرہ اسی حالت سفر و مرض وغیرہ کے عذر میں رہکر مرجائیں تو انپر فدیہ دینے کی وصیت کرنا واجب نہیں کیونکہ ان کو وہ زمانہ ہی نہ ملا جس میں قضا رکھنا ان پر واجب ہوتا۔ اور وصیت اسی وقت ان پر واجب ہوتی کہ جب قضا رکھنے کا زمانہ ملنے پر بھی قضا نہ رکھتے یعنی جو شخص بحالت سفر یا مرض وغیرہ مرگیا اس پر نہ قضا واجب ہے نہ فدیہ دینے کی وصیت واجب ہے لیکن وصیت کرے گا تو صحیح ہو گی اور ثلث مال سے پوری کی جاوے گی اور اگر بعد زائل ہونے عذر سفر و مرض وغیرہ کے مرا تو جسقدر زمانہ بعد رفع ان عذرات کے اسکو ملا اور روزے نہ رکھے اتنے دن کے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے یعنی جو مریض تندرست ہو گیا اور مسافر اپنے وطن میں آگیا اور جتنے دن کے روزے رمضان کی حالت سفر و مرض میں فوت ہوئے تھے پورے اتنے ہی دن تندرست یا مقیم رہا مگر قضا کے روزے نہ رکھے اور مرگیا یا اتنے دن تو تندرست و مقیم نہ رہا کچھ دن تندرست و مقیم رہا مگر قضا کے روزے نہ رکھے اور مرگیا تو اس کو اُن کل یا بعض ایام صحت و اقامت کے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے اور ایام عیدین اور ایام تشریق جنمیں روزہ رکھنا منع ہے وہ ان سے مستثنیٰ کردیئے جاویںگے اور جس نے عمداً روزے نہیں رکھے اس کو بطریق اولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اب میت کو جتنے دن قضا روزہ رکھنے کی قدرت تھی اور نہ رکھی اتنے ایام کا فدیہ اولیاء میت اس کی وصیت کے مطابق بعد مصارف تجہیز و تکفین و ادائے قرض اس کے ثلث مال سے بقدر صدقہ فطر ادا کریں اور اگر فدیہ ثلث سے زیادہ ہو تو زائد بلا اجازت ورثاء جائز نہ ہوگا ہر روزہ کے بدلہ نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو یا قیمت مسکین

کو دے[51] اور اگر بلا وصیت میت کے بھی ورثاء میت بطور سلوک و تبرع کے فدیہ ادا کردیں تو جائز ہے اور اس کا ثواب میّت کو ہو گا اور ورثاء بھی داخل ثواب ہونگے اور اگر وارث اس کی طرف سے روزہ رکھیں یا نماز پڑھیں تو یہ کافی نہیں کیونکہ نسائی میں حضرت ابن عباسؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے لیکن میت کی طرف سے اس کا ولی کھانا کھلادے[52]

[51] اور امام شافعیؒ کے نزدیک میت وصیت کرے یا نہ کرے میت کے کل مال میں سے فدیہ دیا جائیگا

[52] اور ترمذی میں بھی حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس پر رمضان کے روزے ہوں تو ہر روزے کے بدلے مسکین کو کھانا کھلایا جاوے وقال الترمذی الصحیح انہ موقوف علی ابن عمرؓ اور موطا امام مالک میں بھی ابن عمرؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ بخاری مسلم میں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلعم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری ماں مرگئی اور اس پر ایک مہینہ کے روزے ہیں کیا میں اس کی طرف سے قضا رکھ دوں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تیری ماں پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تو اس کی طرف سے ادا کرتا اس نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرض سب سے زیادہ قابل ادا ہے یہ حدیث اس وجہ سے منسوخ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے اور یہ منسوخ ہونے کی دلیل ہے نیز امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں کسی صحابی یا تابعی کو یہ حکم دیتے نہیں سنا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اس سے بھی نسخ کی تائید ہوتی ہے تم کلام شامی لیکن بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے قالت قال رسول اللہ من مات وعلیہ صوم صام عنہ ولیہ اور مسلم میں حضرت بریدہ سے مروی ہے قال بینا انا جالس عند رسول اللہ

(دیکھو صفحہ ۷۲)

اور بہت بڈھا ضعیف شیخ فانی جس کی قوت زائل ہوگئی ہو اور ہر روز گھٹتا اور کمزور ہوتا جائے یا ایسا مریض کہ جسکی قوت زائل ہوگئی ہو اور صحت کی امید نہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ مثل صدقہ فطر کے فدیہ دیدے یا ساٹھ آدمیوں کو کھانا کھلائے خواہ شروع ماہ رمضان میں تمام مہینہ کا دیدے یا آخر میں دیدے اور اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے پر قادر ہوگیا تو جو فدیہ دیا اس کا حکم باطل ہوگیا روزے رکھے اور شیخ فانی پر فدیہ دینے کا حکم صرف ماہ رمضان کے ادا اور قضا اور نذر معین اور نذر مطلق کے روزوں میں ہے کہ جن روزوں کے رکھنے کا اصل اس کو حکم ہے کسی غیر کے بدلہ میں نہیں رکھا اگر ان روزوں کو بوجہ شیخ فانی ہو جانے کے نہ رکھ سکے تو فدیہ دیدے لیکن کفارہ قسم اور کفارہ قتل کے روزے اگر بوجہ شیخ فانی ہو جانے کے نہ رکھ سکے تو انکا فدیہ زندگی میں دیا جائز نہیں کیونکہ وہ غیر کے بدلہ میں رکھتا ہے لیکن اگر

(بقیہ صفحہ ۷۱) ... صلعم ان امرأۃ قالت انی تصدقت علی امی بجاریۃ وانہا ماتت قال وجب اجرک وردھا علیک المیراث قالت یارسول اللہ انہ کان علیہا صوم شہر (فی روایۃ صوم شہرین) افاصوم عنہا قال صومی عنہا قالت انہا لم تحج قط افاحج عنہا قال حجی عنہا۔ چنانچہ ظاہر احادیث کی مطابق امام احمد حنبل کے نزدیک اگر ولی میت میت کی طرف سے روزہ رکھ لے تو جائز ہے میت اس سے بری ہو جاتا ہے اور پھر فدیہ دینے کی ضرورت نہیں ہے اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہے اور امام نووی انکی نسبت لکھتے ہیں وھذا القول ھو الصحیح المختار الذی نعتقدہ وھو الذی صححہ محققوا اصحابنا الجامعون بین الفقہ والحدیث لھذہ الاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ میت کیطرف سے روزہ نہ رکھا جائے فدیہ دیا جائے یہی قول ہمارے امام صاحب اور امام مالک کا ہے اور اشہر قول امام شافعی کا بھی یہی ہے ۱۲ منہ

کفارۂ قسم اور کفارۂ قتل کے ادا کرنے کی وصیت اپنے ورثاء کو کر دے اور وہ ادا کر دیں تو دونوں جائز ہے اور کفارۂ قسم کا کھانا کپڑا بھی اگر ورثاء میت بطور تبرع بلا وصیت کے دیدیں تو درست ہوگا لیکن اس میں غلام کا آزاد کرنا ورثاء کو درست نہ ہوگا کیونکہ غلام دوسرے کی طرف سے بلا وصیت آزاد نہیں ہو سکتا اور چونکہ کفارۂ قتل میں ہے غلام کا آزاد کرنا واجب ہے اور ورثاء کا غلام آزاد کرنا میت کی طرف سے علی وجہ النیابۃ بلا وصیت درست نہیں اس لئے اس میں بھی اگر بطور تبرع ورثاء غلام آزاد کریں گے تو درست نہ ہوگا۔ اور عورت کو جب حیض یا نفاس آجائے تو روزہ نہ رکھیں اور حیض و نفاس سے پاک ہونے پر اس کی قضا رکھیں اور نفل کو قصداً شروع کر دینے پر اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر کھانے پینے سے یا حیض آجانے سے وہ فاسد ہو جائے تو اس کی قضا رکھیں لیکن عیدین اور ایام تشریق میں روزہ شروع کرنے سے خواہ قضا کا ہو یا ادا کا اس کا پورا کرنا ضرور نہیں بلکہ ان دنوں میں روزہ رکھنے سے مرتکب فعل ممنوع کا ہوگا اس لئے اس کو باطل کرنا واجب ہے اور جب اس کا ادا واجب نہیں تو فاسد کر دینے سے اس کے قضا رکھنا بھی واجب نہیں البتہ اگر انہیں ایام کے روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے تو اور دنوں میں اس کی قضا رکھ دے اور روایت صحیح نفل روزہ رکھ کر بلا عذر اس کو توڑنا نہیں چاہیئے اور ایک روایت یہ ہے کہ جب قضا رکھ دینے کی نیت ہو تو توڑنا درست ہے اور وقایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں اسی کو اختیار کیا ہے اور دعوت اور ضیافت کا ہو جانا عذر ہے اگر مہمان صرف صاحب خانہ کی حاضری و موجودگی پر اکتفا نہ کرے اور بغیر اس کے ہمراہ کھانا کھانے کے رضامند نہ ہو اور اس کے ساتھ نہ کھانا اس کو ناگوار اور باعث اذیت ہو تو دعوت کرنے والے کیلئے یہ بھی عذر ہے روزہ کھول کر مہمان کے ساتھ کھانا کھالے اور قضا رکھ لے اور اگر وہ تنہا کھانا کھائے اور

صاحب خانہ کے ساتھ نہ کھانے سے اس کو کچھ اذیت اور ناگوار نہ ہو تو روزہ نہ کھولے اور اگر کوئی شخص روزہ دار پر قسم کھائے کہ اگر تو روزہ نہ کھولے تو میری عورت پر طلاق ہے تو روزہ کھول لے خواہ نفل روزہ ہو یا قضا کا روزہ ہو۔ لیکن ان سب صورتوں میں[۵۱] نصف النہار سے پہلے روزہ کھول لے نصف النہار کے بعد نہ کھولے البتہ اگر روزہ نہ کھولنے میں ماں باپ کی نافرمانی ہوتی ہو تو عصر تک بھی روزہ کھول لے عصر کے بعد نہ کھولے اور اگر روزہ دار کا کوئی بھائی روزہ دار کی دعوت کرے یا یہ خود اپنے کسی بھائی کے ہاں جائے اور وہ نہ کھلے کر روزہ کھول کر کھانا کھلا لو تو اگر قضا رمضان کا روزہ نہیں ہے تو اس کو نفل روزہ کھول لینا مکروہ نہیں رمضان کی قضا کا روزہ کھولنا مکروہ ہے[۵۲] اور منکوحہ عورت کو بغیر اپنے شوہر کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے اور رکھ لیے پر کھول لینا درست ہے اور نذر اور قسم کے روزہ سے بھی شوہر مانع ہو سکتا ہے اور اگر یہ جانتی ہے کہ میرے روزہ رکھنے سے شوہر کا کوئی حرج و ضرر نہیں مثلاً شوہر مریض ہے یا سفر میں ہے یا حج یا عمرہ کے احرام میں ہے تو بلا اجازت بلکہ اس کے منع کرنے پر بھی رکھنا مکروہ نہیں[۵۳] اور ان صورتوں میں شوہر کو بھی نفل روزہ سے منع کرنا نہیں چاہیئے اور اگر شوہر عورت کا روزہ کھلوا دے تو قضا واجب ہے اس کی اجازت سے قضا رکھے یا طلاق بائن ہو جائے کے بعد رکھے طلاق رجعی میں نہ رکھے اسی طرح لونڈی غلام کو بلا اجازت ہوئے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر مولیٰ روزہ کھلوا دے تو اس کی اجازت سے قضا

---

۵۱ یعنی مسئلہ ضیافت اور مسئلہ قسم میں ۱۲ منہ

۵۲ اور ایک روایت امام یوسف رحمہ سے یہ ہے کہ قضا اور کفارہ اور نذر کا روزہ بھی کھول لے ۱۲

۵۳ کیونکہ ان صورتوں میں شوہر عورت کے تمتع و قربت سے معذور ہے ۱۲ منہ

رکھیں یا آزادی کے بعد رکھیں اور سارے روزہ کی نیت کی تھی مگر نصف النہار سے پہلے مقیم ہوگیا اور ہنوز کچھ کھایا پیا بھی نہ تھا اور نصف النہار سے پہلے ہی روزہ کی نیت کرلے تو یہ روزہ درست ہے خواہ نفل ہو یا نذر معین کا ہو یا ادا رمضان کا ہو اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ جو رخصت بوجہ سفر تھی نہ زائل ہوگئی وقت نیت بھی موجود ہے کھانا پینا وغیرہ منافی روزہ بھی کچھ وقوع میں نہیں آیا اسی طرح اگر مقیم نے ماہ رمضان کے کسی دن میں سفر کیا تو اس دن کے رمضان کا روزہ جس میں اس نے سفر کیا اس کو پورا کرنا واجب ہے[۱] لیکن ان دونوں صورتوں میں یعنی مسافر کے مقیم ہوئے اور مقیم کے مسافر ہوئے میں اگر مسافر اور مقیم نے روزہ کھول ڈالا تو ان دونوں پر کفارہ نہیں ہے[۲] اور اگر مسافر کوئی چیز اپنے گھر پر بھول گیا تھا اس کے لینے کو لوٹ کر پھر اپنے شہر میں داخل ہوا اور شہر میں آکر عمداً کھانا کھالیا تو پھر اس پر کفارہ واجب ہوگا اور جتنے دن رمضان میں آدمی غافل و بیہوش رہا اتنے دن کے روزوں کی قضا رکھے اگر سارے مہینہ بیہوش رہا تو سارے مہینہ کی قضا رکھے لیکن اس سے پہلے دن کے قضا اس پر نہیں ہے جس دن بیہوشی شروع ہوئی کیونکہ بظاہر اس دن تو اس نے رات سے روزہ کی نیت کرلی ہوگی

---

[۱] کیونکہ سفر روزہ نہ رکھنے کو مباح نہیں کرتا بلکہ روزہ شروع نہ کرنے کو مباح کرتا ہے ۱۲ منہ

[۲] یعنی اگر مسافر قبل نصف النہار اپنے وطن میں آگیا اور کچھ کھایا پیا نہ تھا اور نیت روزہ کی کرلی پھر عمداً جماع کرلیا تو اس پر کفارہ نہیں اور اگر مقیم نے رمضان کے کسی دن میں سفر کیا پھر جماع کرلیا تو اس پر بھی کفارہ نہیں اس لئے کہ پہلے مسئلہ میں مسافر کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ اس روزہ کے اول وقت میں یعنی اول دن میں مسافر تھا مجھ کو روزہ نہ رکھنا جائز تھا دوسرے مسئلہ میں مقیم کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ روزہ کے آخر وقت یعنی آخر دن میں مجھ کو بوجہ سفر روزہ نہ رکھنا جائز ہے پس بوجہ شبہ ان پر کفارہ نہیں ہے

۱۲ منہ

ہاں اگر مسافر ہو یا رمضان میں روزہ نہ رکھنے والا تو سب کی قضا رکھے کیونکہ بظاہر حال انکار روزہ کی نیت کرنے پر دلالت نہیں کرتا لیکن اگر مسافر ایسا ہو کہ سفر میں اسکو روزہ نقصان نہیں دیتا اور وہ سفر میں روزے رکھتا ہے تو وہ قضا نہ رکھے اور جو شخص تمام رمضان مجنون رہا اس پر روزوں کی قضا نہیں ہے[1] اور اگر رمضان کے کچھ دنوں مجنون رہنے کے بعد اچھا ہو گیا تو رمضان کے اتنے دنوں کی جتنے میں مجنوں رہا قضا رکھے اور امام زفرؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جس طرح تمام رمضان مجنوں رہنے والے پر قضا نہیں اسی طرح بعض رمضان مجنوں رہنے والے پر بھی قضا نہیں ہے اور مسافر و مریض اور حاملہ و مرضعہ اور شیخ فانی کے علاوہ جنکو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر کسی اور روزہ دار پر بادشاہ یا حاکم روزہ کھول لینے پر اس طرح زبردستی کرے کہ اگر وہ یہ کام نہ کرے تو اس کو قتل کرایا جاوے یا کوئی عضو قطع کیا جائے یا سخت پٹوایا جاوے یا سخت قید کیا جاوے تو اُس کو روزہ کھول لینا جائز ہے اسی طرح اگر لونڈی غلام سخت محنت کے کام سے ضعیف و ناتواں ہو جائیں اور روزہ رکھنے سے بوجہ شدت بھوک پیاس خوف ہلاکت ہو یا بادشاہ کے عامل سخت گرمی کے موسم میں کسی عمارت وغیرہ کے کام کے لئے پکڑ کر لیجائیں اور وہاں سخت گرمی میں سخت محنت کے کام میں شدت بھوک پیاس سے ہلاکت جان یا نقصان عقل کا خوف ہو تو روزہ کھول لینا جائز ہے یا رمضان میں دشمن سے مقابلہ و مجادلہ اور روزہ دار ہونے میں خوف ضعف ہو تو روزہ کھول لینا جائز ہے یا سانپ نے کاٹا ہو تو دوا، دافع سمیت پینی چاہیئے۔

مگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے واسطے ایام منہیہ یعنی عیدین یا ایام تشریق

---

[1] اور امام مالکؒ کے نزدیک مثل بیہوش کے اس پر قضا ہے ۱۲ منہ

کے روزے رکھنے کی نذر تا[۱] لی جن میں روزہ رکھنا منع ہے[۲] یا اس برس کے متواتر روزوں کی نذر مانی جن میں یہ ایام منہیہ بھی ہیں یا یہ نذر مانی کہ کل یا آج روزہ رکھوں گا حالانکہ وہ دن عید الضحیٰ یا عید الفطر تھا تو نذر صحیح ہے کیونکہ نذر فی نفسہ ایک مشروع فعل اور عبادت ہے مگر ان ممنوعہ دنوں میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے کیونکہ ان دنوں کا روزہ رکھنا گناہ ہے اور دنوں میں انکی قضا رکھے اور اگر انھیں دنوں میں روزہ رکھا تو نذر تو ادا ہو جائے گی مگر مع الحرمتہ ہوئی اور بعض برس روزے کے روزوں کی نیت میں ان ایام عید میں اور ایام تشریق کی قضا اور دنوں میں اس حالت میں رکھنی پڑے گی کہ جب سال بھر کے روزوں کی نذر عید الفطر سے پہلے مانے یعنی شعبان یا رمضان میں یہ نذر مانے اور اگر عید الفطر کے بعد شوال میں یہ نذر مانے تو عید الفطر کے روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں ہوگی اسی طرح اگر ۱۲ ذی الحجہ کو یہ نذر مانے تو وہ صرف ماہ ذی الحجہ کی باقی دنوں کے روزے رکھ لے اس پر عید الضحیٰ اور ایام تشریق کے روزوں کی قضا لازم نہ ہوگی کیونکہ جب اس نے نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ

[۱] نذر کے معنی لغت میں عہد و پیمان کرنے کے ہیں اور شرعاً نذر یہ ہے کہ آدمی کسی عبادت کو جو اس پر واجب نہیں کسی کام کے ہو جانے یا نہ ہو جانے پر اپنے اوپر واجب کرلے اور نذر کی چند شرائط ہیں کہ بغیر انکے نذر صحیح نہیں اول یہ کہ وہ نذر شرعاً خاص واجبات سے ہو اسی لئے اگر عیادت مریض کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں دوسری یہ کہ عبادت مقصود ہو کسی دوسری عبادت کا وسیلہ نہ ہو اسی لئے اگر وضو اور سجدہ تلاوت کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں تیسرے یہ کہ نہ نذر اب یا آئندہ جو اس پر واجب نہ ہو اسی لئے فرض عبادت مثلاً روزے کے جتکا ادا کرنا اب یا آئندہ عنقریب اس پر فرض ہوگا نذر مانے تو وہ درست نہیں چوتھی یہ کہ وہ نذر گناہ و معصیت نہ ہو اسی لئے اگر شراب پینے کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں ۱۲

[۲] امام ابو یوسف جو امام صاحب سے روایت کرتے ہیں انکی رو سے یہ نذر ایام منہیہ کی صحیح نہیں اور امام محمد جو امام صاحب سے روایت کرتے ہیں اس کی رو سے صحیح ہے اور یہی مختار ہے ۱۲ منہ

کے واسطے مہینہ اس برس کے روزے ہیں تو اس سے عربی برس کی مدت معینہ مراد ہے جو ایام اس برس کے گذر گئے ان میں نذر لغو ہو گئی جس طرح کسی نے ہفتہ کے دن کل گذشتہ جمعہ کی نذر مانی تو وہ لغو ہے جو ایام اس برس کے باقی ہیں ان میں روزے رکھے اور اگر یہ کہا کہ کسی ایک برس کے روزے اللہ تعالیٰ کے واسطے رکھونگا تو بھی ان ایام ممنوعہ کے روزے نہ رکھے ان ایام کے اور رمضان کے کل ۳۵ دن کے متصل یا جدا جدا قضا رکھے اور اگر یہ کہا کہ کسی ایک برس کے پے درپے روزہ رکھونگا تو بھی ان ایام ممنوعہ کے قضا رکھے لیکن اس برس کے ختم ہوتے ہی انکی قضا بھی اسکے ساتھ ملی ہوئی بلا فصل رکھے تا کہ بقدر امکان تواتر کے شرط پوری ہو اگر اس میں ایک دن بھی روزہ نہ رکھے تو جتنے دن اس روزہ نہ رکھنے سے پہلے روزہ رکھ چکا انکا پھر اعادہ کرے لیکن پے درپے شرط میں رمضان کی قضا اس پر واجب نہ ہوگی اور معین سال کی نذر کے روزوں میں بھی رمضان کی قضا واجب نہ ہوگی پھر معیّن سال کی نذر کے روزوں میں پے درپے رکھنا ضرور نہیں اس میں اگر ایک دن روزہ نہ رکھے تو صرف اسی دن کے روزہ کی قضا لازم ہوگی پچھلے دنوں کے روزوں کا اعادہ ضرور نہ ہوگا۔ اور نذر محتمل بھی ہوتی ہے اگر قسم کی نیت کرے گا اور روزہ نہ رکھے گا تو کفارہ واجب ہوگا کیونکہ صرف نذر میں اگر روزہ نہ رکھا تو قضا واجب ہے اور صرف قسم میں اگر روزہ نہ رکھا تو کفارہ قسم واجب ہے اور نذر مع قسم میں اگر روزہ نہ رکھا تو نذر کی قضا اور قسم کا کفارہ دونوں واجب ہونگے اگر کسی نے ایسے الفاظ سے نذر کے روزہ کی نیت کی کہ جس سے سوائے نذر کے اور کچھ احتمال نہیں ہوتا یا فقط نذر ہی کی نیت کی قسم کی نیت نہ کی یا نذر کی نیت کے ساتھ یہ بھی نیت کی کہ یہ قسم نہیں ہے تو تینوں صورتوں میں نذر ہی ہوگی قسم نہ ہوگی اور اگر صرف قسم ہی کی نیت کی اور اس کے ساتھ یہ بھی نیت کی کہ یہ نذر

نہیں ہے تو یہ صرف قسم ہے نذر نہیں ہے اور اگر نذر اور قسم دونوں کی نیت کی
یا نیت نہ کی صرف قسم کی کی مگر اس کے ساتھ یہ نیت نہ کی کہ یہ نذر نہیں ہے تو ان
دونوں صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہوں گے۔ اگر کسی شخص نے پے درپے کسی
غیر معین مہینہ کے روزوں کی نذر مانی تو مہینہ بھر کے متواتر روزے رکھے اگر ایک
دن بھی روزہ نہ رکھے گا اگرچہ وہ ایام عید یا ایام تشریق ہی میں سے ہو تو پھر از سر
نو رکھے کیونکہ دس مہینے ان ممنوعہ دنوں سے خالی ہوتے ہیں ان میں رکھنا ہاں
برس روز پے درپے روزوں کی نذر میں تو کسی سال ان دنوں سے خالی
نہیں ہوتا اور اگر معین مہینہ کے پے درپے روزوں کی نذر مانے اور اس میں
ایک دن روزہ نہ رکھا تو پھر از سر نو نہ رکھے کیونکہ از سر نو رکھے گا تو کل روزہ یا
بعض روزہ غیر وقت معین میں رکھے جائیں گے۔ اور نذر خواہ نماز کی ہو یا روزہ کی
یا حج کی یا اعتکاف کی یا صدقہ خیرات وغیرہ کی جب وہ کسی شرط کے ساتھ معلق
نہ ہو تو معین اور مخصوص کسی زمانہ اور کسی مکان اور کسی فقیر اور کسی درہم و دینار کے
ساتھ نہیں ہوتے اس میں اس کام کا جس کی نذر مانے ادا کر دینا کافی ہوتا ہے
اور تعیینات اور تخصیصات لغو ہوتے ہیں اس میں اس کے برخلاف کرنا بھی جائز ہے
مثلاً اگر صدقہ دینے کی یہ نذر مانے کہ ہم جمعہ کے دن دہلی میں یہ روپیہ فلاں فقیر
کو دیں گے پھر اگر سب باتوں میں یا بعض باتوں میں اس کے خلاف کیا
تو وہ نذر صدقہ جائز ہو گی یعنی بجائے دہلی کے میرٹھ میں کوئی اور روپیہ
کسی فقیر کو دیدیا تو جائز ہے اسی طرح اگر یہ کہا کہ کل روزہ رکھوں گا
پھر بجائے کل کے پرسوں رکھا تو جائز ہے اور اس نذر غیر معلق بشرط
میں پہلے ادا کر دینا بھی جائز ہے یعنی اگر معین مہینہ کے روزوں کے
مثلاً رجب کی نذر مانے اور جمادی الثانی کے انتیس دن کے روزے

رکھ دے تو جائز ہے لیکن اگر رجب کا مہینہ تیس دن کا ہو تو ایک روزہ کی قضا رکھے اسی طرح اعتکاف اور حج اور نماز کا حکم ہے کہ معین مہینہ اور سال اور دن سے پہلے بھی ادا کر دینا جائز ہے برخلاف اس نذر کے جو کسی شرط کے ساتھ معلق ہے کہ اس میں اس شرط کے پائے جانے سے پہلے اس فعل منذور کا ادا کرنا جائز نہیں مثلاً یہ کہا کہ جس دن میرا فلاں بیٹا جو غائب ہے آجائے گا تو روزہ رکھوں گا یا فلاں بیٹا میرا جس روز تندرست ہو جائے گا تو روزہ رکھوں گا تو پسر کے آجانے اور تندرست ہو جانے سے پہلے روزہ رکھنا درست نہیں اسی دن رکھنا چاہئے[1] البتہ پیچھے رکھ لینا بھی درست ہے اور اس نذر معلق میں بھی مثل غیر معلق کے مکان اور درہم و دینار اور فقیر معین نہیں ہوتا اگر اس شہر کے سوا دوسرا شہر دوسرا درہم و دینار دوسرا فقیر تبدیل کر دے گا تو جائز ہو گا صرف اس شرط اور سبب نذر کے موجود ہو جانے سے پہلے ادا کرنا درست نہیں اگر کسی مریض نے یہ نذر مانی کہ میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک مہینہ کے روزے تندرست ہونے پر رکھوں گا اور تندرست ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کو بھی تندرست ہو گیا اور روزہ نہ رکھا تو بروایت اصح تمام مہینہ کے روزوں کے فدیہ دینے کی وصیت کرے[2] اور اگر تندرست آدمی نے مہینہ بھر کے روزوں کی نذر مانی اور مہینہ تمام ہونے سے پہلے مر گیا اور ان میں روزے نہ رکھے تو اس کو بالاجماع تمام مہینہ کے روزوں کی وصیت کرنا لازم ہو گا اگر کسی نے رجب کے مہینہ

---

[1] اور اگر اسی دن غائب بیٹا بھی آ گیا اور اسی روز بیمار بیٹا بھی اچھا ہو گیا تو صرف اسی ایک دن کا روزہ کافی ہے ۱۲ منہ

[2] یہ قول امام صاحب اور امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک مثل قضاء رمضان کے جتنے دن تندرست رہا اور روزہ نہ رکھا ان کے فدیہ کی وصیت کرے ۱۲ منہ

کے روزوں کی نذر مانی اور رجب کا مہینہ آیا تو بیمار ہوگیا تو ان کی قضا رکھے اور اگر کسی نے روزوں میں اس قدر تاخیر کی کہ شیخ فانی ہوگیا یا ہمیشہ روزے رکھنے کی نذر مانی یا تمام عمر کسی خاص دن کے روزہ رکھنے کی نذر مانی کہ جمعہ یا جمعرات کا ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا مگر پھر روزہ رکھنے سے ضعیف و عاجز ہوگیا یا معاش کے کاموں سے بوجہ محنت شاقہ عاجز و معذور ہوگیا تو روزے نہ رکھے اور فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلاوے یا مثل صدقہ فطر کے غلہ دیدے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور بوجہ تنگی و عسرت یہ بھی نہ ہو سکے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے استغفار کرے کہ وہ غفور الرحیم ہے اور اگر قضا کے روزے گرمی کے دنوں میں نہ رکھے جاویں تو جاڑوں میں رکھ لے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ جس دن فلاں شخص آئیگا اس دن کا روزہ رکھوں گا اگر وہ شخص کھانا کھا چکنے کے بعد یا عورت کو حیض آنے کے بعد یا زوال کے بعد یا رات کو آیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس پر کچھ نہیں اور یہی مختار ہے اور اگر زوال سے پہلے جتک کھانا نہیں کھایا تھا آگیا تو اس دن کا روزہ رکھے اور اگر رمضان میں آیا تو بھی اس پر کچھ نہیں اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا لازم ہے تو ایک دن کا روزہ علی التراخی جب چاہے رکھ دے نصف یوم کا کہا تو کچھ نہیں اور دو دن یا تین دن یا دس دن کہے تو اتنے دن کے روزے جب چاہے بے درپے یا متفرق رکھدے ہاں اگر نیت پے درپے رکھنے کی کی تو پے درپے رکھے اور اگر نیت پے درپے کی تھی اور ایک دن روزہ نہ رکھا یا اثناء روزہ میں عورت کو حیض آگیا تو از سر نو رکھے اور متفرق روزے رکھنے کی نیت میں پے درپے رکھنے جائز ہے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر روزہ ہے تو ایک دن کا روزہ رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر دنوں کے روزے رکھنے لازم ہیں

تو تین۳ دن کے روزے رکھے اور اگر دنوں سے اس کی نیت زیادہ دنوں کی ہو تو اتنے دن کے رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر بہت دنوں کے روزے رکھنے لازم ہیں اور دنوں کی کچھ نیت نہ کی تو امام صاحب کے نزدیک دس دن کے روزہ رکھے اور صاحبین کے نزدیک سات دن کے اور اگر یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک دن کا روزہ رکھنا لازم ہے منہ سے یہ نکلا کہ ایک مہینے کے روزے لازم ہیں تو مہینہ بھر کے روزے مثل طلاق کی نذریں بھی قصداً اور بلا قصد کہنا اور ہنسی اور غصہ سے کہنا برابر ہے اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ مہینے کے روزے رکھوں گا تو جس مہینے میں یہ کہا اس کے بقیہ دنوں کے روزے رکھے اور اگر پورے مہینہ کی نیت کی تو پورے مہینہ کے رکھے اور اگر پے درپے رکھے اور اگر کچھ نہ کہا تو اختیار ہے خواہ پے درپے رکھے یا متفرق اور اگر کوئی مہینہ معین کر دیا اور اس میں ایک روزہ نہ رکھا تو اس ایک روزے کی قضا رکھدے از سر نو رکھنا ضرور نہیں اور اگر اس تمام مہینے کے نہ رکھے تو قضا رکھے خواہ پے درپے یا متفرق اور اگر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر شوال ذیقعد ذی الحجہ کے روزے لازم ہیں پھر چاند دن کے حساب سے روزے رکھے ذیقعدہ ذی الحجہ تیس۳۰ تیس۳۰ دن کا اور شوال انتیس دن کا ہوا تو پانچ روزے عید الفطر عید الضحیٰ اور تین دن ایام تشریق کے روزوں کی قضا رکھے اس لئے کہ اس نے معین تین مہینوں کے روزوں کی نیت کی اور یہ پانچ دن کے روزے بوجہ حرمت کے نہ رکھے تو انکی قضا رکھے اور اگر یہ کہا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے واسطے تین مہینہ کے روزہ لازم ہیں اور پھر وہ تین مہینہ روزہ رکھنے کیلئے شوال ذلعقدہ ذی الحجہ مقرر کئے ذیقعد اور ذی الحجہ تیس تیس دن کا اور شوال انتیس۲۹ دن کا تو وہ چھ دن کی قضا رکھے پانچ تو عیدیں اور ایام

تشریق کے اور ایک دن تو ان کا کیونکہ غیر معین مہینہ کی نذر میں پورا مہینہ باعتبار گنتی کے ہونا چاہیئے ہلالی مہینہ معتبر نہیں چاہے جس وقت سے شروع کرکے تیس دن پورے کرلے اسی طرح اگر برس روز غیر معین کے روزوں کی نیت کی تو وہ چاندوں کے حساب سے برس دن کے روزے رکھکر ۳۵ دن کے روزوں کی قضا رکھے تیس دن رمضان کے اور پانچ عیدین اور ایام تشریق کے اور اگر عورت نے معین برس دن کے روزوں کی نذر مانی تو ایام حیض کے دنوں کی قضا رکھے کیونکہ برس کبھی ایام حیض سے خالی بھی گزرجاتا ہے اور اگر برس روز غیر معین کے روزوں میں پے درپے کی نیت کی یا معین برس روز کے روزوں کی نیت کی تو اس پر رمضان کی قضا نہیں ہے کیونکہ معین اور پے درپے میں کوئی برس رمضان سے خالی نہیں ہوتا اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھپر لازم ہے کہ اس برس کے روزے رکھونگا تو جس وقت سے یہ نذر مانے اس وقت سے اسی سال کے بقیہ ایام کے اخیر تک کے روزہ رکھے نذر سے پہلے جو دن اس سال کے گذر گئے انکی قضا اس پر لازم نہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا اور اگر یہ کہا کہ دہر کے روزے رکھونگا تو صاحبین کے نزدیک چھ مہینہ ہیں اور دہر ساری عمر کو کہتے ہیں اگر یہ نیت کی تو ساری عمر کے روزے رکھے اور اگر یہ نذر مانے کہ دو روزے پے درپے اول و آخر مہینہ کے رکھونگا تو پندرہویں سولہویں کا روزہ رکھے اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ جمعہ کا روزہ رکھوں اگر جمعہ سے سات دن مراد لے تو سات دن کے روزے رکھے اور اگر جمعہ کا دن مراد لیا تو ایک دن کا روزہ رکھے اور اگر کچھ نیت نہ کی تو سات دن کے روزے رکھے اور اگر جمعرات رکھے تو صرف پہلے جمعرات جو آئی اس کا روزہ رکھے اور تیرہ قسم کے روزوں میں سے سات قسم کے سوا ذیل کے روزوں کو سوا تر اور پے درپے

ماہ نامہ

رکھنا واجب ہے ماہ رمضان کے روزے کفارہ ظہار کے روزے کفارہ قتل کے روزے کفارہ قسم کے روزے رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارہ کے روزے نذر معین کے روزے[1] اعتکاف واجب کے روزے

اور چھ قسم کے حسب ذیل روزوں میں پے درپے رکھنا واجب نہیں رکھنے والے کو اختیار ہے خواہ متفرق رکھے خواہ متواتر لیکن ماہ رمضان کی قضا کے[2] روزہ متواتر رکھنا مستحب ہے تاکہ جلد قرض ذمہ سے ساقط ہو جائے نفل روزے قضاء رمضان کے روزہ تمتع اور قران کے روزہ کفارہ حلق کے روزے احرام کی حالت میں شکار کرنے کے روزے نذر مطلق کے روزے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ اور ایام تشریق یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں ذی الحجہ کا روزہ حرام ہے اور نوروز کا روزہ یعنی جس روز آفتاب برج حمل میں آتا ہے اور مہرگان کا روزہ یعنی جس روز آفتاب برج میزان میں آتا ہے یہ دونوں مجوسیوں کی عید کے ہیں عمداً ان دنوں کو بزرگ سمجھکر روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اگر عادتاً جس دن روزہ رکھا کرتا ہے وہ دن اتفاق سے نوروز یا مہرگان آپڑے تو مکروہ نہیں اور اگر اس دن کے روزہ کے ساتھ دوسرا دن بھی ملالے یعنی اس سے پہلے دن کا یا اس سے پیچھے کے دن کا روزہ بھی رکھ لے تب بھی مکروہ نہیں کیونکہ

[1] یہ تفصیل صاحب درمختار نے لکھی ہے اور صاحب بحرالرائق نے ماسوا اعتکاف کی قسم معین کے روزے لکھے ہیں مثلاً کوئی اس طرح کہے کہ قسم اللہ کی میں رجب کے روزے رکھونگا صاحب مختار نے اسکو نذر معین میں شمار کیا ہے ۱۲ منہ

[2] یہ تفصیل بھی درمختار کی ہے صاحب بحرالرائق نے بجائے نذر کے مطلق قسم کے روزے لکھے ہیں مثلاً کوئی اسطرح کہے کہ قسم اللہ کی میں مہینہ کے روزے رکھونگا۔ صاحب مختار نے انکو نذر مطلق کے تحت میں شمار کیا ہے اور نذر مطلق یہ مراد ہے کہ اس نذر میں کسی مہینہ خاص یا پے درپے رکھنے کی نیت نہ ہو ۱۲ ۔

کراہت اس دن کی تخصیص میں بوجہ مشابہت کفار ہے اور جب دوسرا دن ملالیا
تو پھر تخصیص اور مشابہت نہ رہی اسی طرح ہفتہ کا دن کہ یہودیوں کی عبادت کا دن
ہے یا اتوار کا دن کہ نصاریٰ کی عبادت کا دن ہے تنہا روزہ رکھنا مکروہ ہے جمعہ
ہفتہ کا اور اتوار پیر کا رکھ لے تو مکروہ نہیں اور ساری عمر کے روزے رکھنا مکروہ ہے
کیونکہ آدمی ادائے فرائض و واجبات اور کسب معاش سے جو لازمی ہے انکی
وجہ سے ضعیف و عاجز رہتا ہے اسی لیے وصل کا روزہ رکھنا بھی مکروہ[1] ہے بعض
کے نزدیک تنزیہی بعض کے نزدیک تحریمی اور صاحبین فرماتے ہیں کہ وصل کا روزہ
یہ ہے کہ پے درپے دو دن کے روزے رکھے اور بیچ میں افطار نہ کرے بعض فقہا
کے نزدیک وصل یہ ہے کہ برس روز کے روزے رکھے اور پانچ دن ایام ممنوعہ
عیدین اور ایام تشریق کے بھی برابر رکھے لیکن برس روز کے روزوں میں جب
ایام منہیہ میں روزے نہ رکھے تو روایت مختار مکروہ نہیں اور چپ کا روزہ جس
میں بات نہ کرے مکروہ ہے کیونکہ یہ فعل مجوس ہے اور عشرہ محرم کا تنہا روزہ رکھنا
مکروہ ہے اور وہ معہ نویں محرم کی سنت ہے بلکہ افضل تو یہ ہے کہ نویں دسویں
گیارہویں محرم کا روزہ رکھے عشرہ محرم کا روزہ گذشتہ برس دن کے گناہوں کا کفارہ
ہے اور ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرہ[13] چودہ[14] پندرہ[15] کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور
جمعہ کے دن تنہا روزہ رکھنا مستحب ہے مگر افضل و اولیٰ یہ ہے کہ جمعرات
اور جمعہ کا رکھے اسی طرح بعض کے نزدیک تنہا جمعرات یا پیر کا روزہ رکھنا بھی

---

[1] حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم نے وصل کے روزہ سے منع فرمایا ایک شخص نے کہا یا رسول
اللہ آپ تو وصل کا روزہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم میں کون شخص میری مثل ہے میں رات کو سوتا ہوں
تو میرا پروردگار مجھکو کھلا پلا دیتا ہے متفق علیہ - اور وصل کا روزہ یہ ہے کہ پے درپے روزے رکھے
جائیں اور رات کو روزہ افطار نہ کیا جاوے ۱۲ منہ

مستحب ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ دوسرا دن ملالے اور عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کا روزہ سنت ہے اور ایک برس گذشتہ اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے[۵] لیکن اگر حاجیوں کو میدان عرفات میں ٹھیرنے اور ادعیہ و اذکار کے ادا کرنے میں روزہ رکھنے سے خوف ضعف ہو تو انکو روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر خوف ضعف نہ ہو تو مکروہ نہیں ۸ و ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا چاہیئے غرضکہ رمضان کے سوا ہر مہینہ میں تیرھویں چودھویں پندرھویں کا روزہ اور ہر ہفتہ میں پیر اور جمعہ اور جمعرات کا روزہ مستحب ہے اور برس میں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کا روزہ اور عشرہ محرم کا روزہ اور شوال میں چھ روزہ مستحب ہیں اور عشرہ اول محرم کے دس روزہ بلکہ ماہ محرم اور رجب اور شعبان اور ذی الحجہ جو متبرک مہینہ ہیں ان میں جس قدر روزے رکھ سکیں ہو بہتر ہیں حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے کبھی شعبان کے سارے مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور کبھی شعبان کے اکثر مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ رمضان کے بعد افضل روزے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی ہے اور حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم صلعم عشرہ محرم کے روزے کو اور رمضان کے روزوں کو اور روزوں پر فضیلت دیتے تھے اور خود جناب سرور عالم صلعم نے بھی عشرہ محرم کا روزہ رکھا تھا اور فرمایا کہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو نویں محرم کا بھی روزہ رکھونگا اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ہر مہینہ کے تین روزہ اور رمضان سے رمضان تک کے روزے صوم دہر

---

۵ صحیح مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول کریم صلعم نے وصیام یوم عرفۃ احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ والسنۃ التی بعدہ وصیام عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ ۱۲ منہ

ہیں یعنی ہر سال اسی طرح رکھے ہیں ان کا اجر و ثواب ساری عمر روزہ رکھنے کی برابر
ہے اور میں اللہ سے طلب کرتا ہوں کہ وہ عرفہ کے روزہ کو ایک برس گذشتہ
اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارہ کر دے اور میں اللہ سے طلب کرتا
ہوں کہ عشرہ محرم کے روزہ کو ایک برس گذشتہ کے گناہوں کا کفارہ کر دے اور
فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ پیر اور جمعرات کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس
لئے میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل پیش ہو تو میں روزہ سے ہوں اور جناب
سرور عالم صلعم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے اور کسی شخص نے آپ سے
پیر کے روزہ رکھنے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں پیر کے دن پیدا ہوا
ہوں اور پیر ہی کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ابوذرؓ سے جناب سرور
عالم صلعم نے فرمایا کہ جب تو مہینہ میں روزے رکھے تو تیرہویں چودھویں پندرہویں
کا رکھ اور حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم چار باتوں کو ترک نہیں فرماتے تھے
عشرہ محرم کا روزہ اور عشرہ ذی الحجہ کے روزے اور ہر مہینہ کے تین روزے
اور فجر کی دو سنتیں اور حدیث میں ہے کہ جناب سرور عالم صلعم سفر و حضر
میں ایام بیض کے روزے ترک نہیں فرماتے تھے اور حدیث میں ہے کہ جناب
سرور عالم صلعم جمعہ کا روزہ کم ترک فرماتے تھے اور حدیث میں ہے کہ افضل روزہ
داؤد علیہ السلام کا ہے کہ ایک دن رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے اور فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد چھ
روزے شوال میں رکھے تو گویا اس نے ساری عمر روزے رکھے۔ یعنی جب اس
طرح ہر سال رکھتا رہا تو ساری عمر کے رکھے ورنہ جس سال میں اس طرح رکھے
اس سارے سال میں روزے رکھنے کا ثواب پایا۔ شوال کے چھ روزوں
کو عید الفطر کے دوسرے ہی دن سے پے در پے رکھنے کو بعض علما اس وجہ

سے مکروہ کہتے ہیں کہ بوجہ اتصال کے اس میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں اس کو رمضان ہی میں نہ شمار کیا جائے اور نصاری کی مشابہت ہو بعض کے نزدیک مکروہ نہیں کیونکہ جب رمضان میں عید کا روزہ نہ رکھا تو اس میں اور رمضان میں فرق اور فاصلہ ہو گیا اور مشابہت نصاری کا اندیشہ زائل ہو گیا اگر عید الفطر کا بھی روزہ رکھکر پانچ روزہ اس کے بعد اور رکھتا تو بوجہ مشابہت نصاری مکروہ تھا اور یہی صحیح و مختار ہے اور متقدمین علما اور متاخرین سب کے نزدیک عید الفطر کے دوسرے دن سے شش عید کے روزے رکھنے میں کچھ ڈر نہیں اس امام کے نزدیک عید الفطر کے دوسرے دن سے رکھنا مکروہ ہے ہم حنفیوں کے ہاں مکروہ نہیں بلکہ مستحب و سنت ہے اب رہا یہ امر کہ پے درپے رکھنا افضل ہے یا بتفاریق امام مالکؒ کے نزدیک پے درپے رکھنا مکروہ ہے اور امام ابو یوسف سے بھی ایسا ہی مروی ہے لیکن روایت مختار یہ ہے کہ پے درپے رکھنا مکروہ نہیں لیکن بتفاریق رکھنا مستحب ہے واللہ اعلم

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے معنی لغت میں ٹھیرنے اور توقف کرنے کے ہیں اور شرعاً مسجد جماعت میں جہاں امام و موذن مقرر ہے خواہ پانچوں وقت اس میں نماز ادا ہوتی ہے یا نہیں مرد کا نیت اعتکاف کے ساتھ توقف کرنا ہے امام صاحب کے نزدیک جس مسجد میں پانچوں وقت نماز ادا ہوتی ہے وہاں ٹھیرنا شرط ہے بغیر ایسی مسجد کے اعتکاف صحیح نہیں بعض اسی کو صحیح کہتے ہیں اور اس زمانہ میں یہی قابل اعتماد ہے اور مسجد جامع میں مطلقاً خواہ پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو درست ہے یہ تو اعتکاف صحیح ہونے کا بیان ہے لیکن افضل اعتکاف مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ میں ہے پھر مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں پھر مسجد جامع میں پھر جس مسجد میں نمازی اکثر و بیشتر ہوں یہ سب تو مرد کے لئے ہے اور عورت

کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ تنزیہی[۵۱] ہے وہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے اس کے
حق میں وہ ہی مثل مسجد جماعت کے ہے وہاں سے بلا ضرورت پیشاب یا جانے کے نہ نکلے
اور اگر گھر میں مسجد نہ ہو تو جہاں نماز پڑھا کرتی ہے اسی کو مسجد بنا کر وہاں اعتکاف کرلے
اور نماز کی جگہ کے سوا بھی گھر میں کسی جگہ اعتکاف کرے تو جائز ہے یعنی جس وقت اعتکاف
کرنے کا ارادہ ہو اس وقت گھر کی کوئی جگہ نماز کے لئے بنا کر وہاں اعتکاف کرے
اور بغیر اجازت شوہر اعتکاف نہ کرے اور اجازت کے بعد شوہر کو پھر اس سے
ہم صحبت ہونا جائز نہیں۔ پس اعتکاف کا رکن ٹھہرنا ہے اور مسلمان عاقل کا جو
جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہو مسجد میں رہنا اور نیت اعتکاف کرنا یہ دو
شرطیں ہیں بلوغ شرط نہیں سمجھدار لڑکے کا اعتکاف صحیح ہے اور آزاد ہونا اور مرد
ہونا بھی اعتکاف کے لئے شرط نہیں غلام اور عورت بھی باجازت مولیٰ اور شوہر اعتکاف
کرسکتے ہیں اور اعتکاف تین قسم پر ہے واجب[۱] اور سنت مؤکدہ[۲] اور مستحب[۳] اگر کوئی
شخص اعتکاف کی نذر مانے اور زبان[۵۳] سے اس طرح کہے کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں
اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک مہینہ کا اعتکاف کروں گا تو مہینہ بھر کا اعتکاف کرنا ایفائے
نذر کا اس پر واجب ہے اگر رجب کی نذر کی اور جمادی الثانی میں اعتکاف کرلیا
تو بھی درست ہے یا نذر کو معلق کسی شرط کے ساتھ کرے کہ اگر فلاں غائب آجائے گا

---

۵۱ اگرچہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے مگر محلہ کی مسجد میں کرنا مسجد جماعت اور بڑی مسجد سے بہتر ہے ۱۲

۵۲ ہر گھر والے کو مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر میں ایک نماز پڑھنے کی جگہ بنالے وہی مسجد بیت ہے مرد
اس میں سنن و نوافل پڑھیں اور فرض مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اعتکاف بھی مسجد میں کریں اور عورتیں
سب نماز فرض و نفل اسی میں پڑھیں اور اسی میں اعتکاف کریں ۱۲ منہ

۵۳ یعنی اس میں دل کی نیت کافی نہیں زبان کے کہنے سے واجب ہوگا ۱۲ منہ

فلاں مریض تندرست ہو جائے گا تو اس قدر دنوں کا اعتکاف کروں گا تو اس شرط کے
پورا ہونے کے بعد اتنے دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہے نذر کی شرط پورا ہونے
سے پہلے درست نہیں اور اس اعتکاف واجب میں روزہ ہونا شرط ہے حتیٰ کہ اگر
کسی نے یہ نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر لازم ہے کہ بلا روزہ کے ایک مہینہ
کا اعتکاف کروں گا تو اس پر اعتکاف کرنا اور ایام اعتکاف میں روزہ رکھنا واجب
ہے اسی لئے اگر صرف رات کے اعتکاف کی نذر مانے تو وہ صحیح نہیں۔ کیونکہ رات
میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر دن کے اعتکاف کی نذر مانے اور اس کے ساتھ رات
کی بھی نیت کی یا رات دن دونوں کا لفظ کہا تو وہ صحیح ہے رات دن دونوں میں اعتکاف کرے
اور دن کا روزہ رکھے اور اگر سارے ماہ رمضان کی اعتکاف کی نذر مانے تو
وہ نذر صحیح ہے اور رمضان کا روزہ اعتکاف کے روزہ کے لئے کافی ہے
اگر اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا تو پھر کسی دوسرے مہینہ میں اس کی قضا کرے
اور پے در پے اس مہینہ میں روزے رکھے دوسرے رمضان آئندہ میں اس
کی قضا نہیں کر سکتا ہاں اگر اسی رمضان کے قضا کے روزے پے در پے رکھے
اور اس میں اعتکاف کی بھی قضا کرے تو جائز ہے اور اگر مہینہ بھر کے اعتکاف کی نذر
مانی اور مر گیا اور وصیت کر گیا تو اس کے وارث ہر دن کے بدلے نصف صاع
گیہوں یا ایک صاع جو مثل صدقہ فطر کے کسی مسکین کو دیں اور بلا وصیت بھی وارث
دیدیں تو جائز ہے اور اگر بحالت بیماری مہینہ بھر کے اعتکاف کی نذر مانی اور
تندرست نہ ہوا اور اس میں مر گیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن بھی اچھا ہو گیا اور
پھر مرا تو سارے مہینہ کا ہر دن کے بدلے مثل صدقہ فطر کے فدیہ دے دوسرا
اعتکاف نفل ہے اور وہ عشرہ اخیر رمضان کی سوا ہر زمانہ میں مستحب
ہے اس میں روزہ رکھنا شرط نہیں اور کم سے کم اس کی مقدار رفعے

ظاہر الروایۃ[۵۱] ایک ساعت یعنی تھوڑا سا زمانہ ہے ساعت نجومی یعنی گھنٹہ مراد نہیں
اگر مسجد میں گیا اور مسجد سے نکلنے کے وقت تک اعتکاف کی نیت کی تو درست ہے
اور اگر نفل اعتکاف کو شروع کرکے قطع کردیا تو اس کی قضا بھی لازم نہیں تیسرا اعتکاف
سنت موکدہ ہے اور وہ عشرہ اخیر رمضان کا ہے مگر یہ سنت عین نہیں ہے۔
سنت کفایہ[۵۲] ہے اگر ایک دو آدمی بھی اعتکاف کرلیں تو باقی سب سے یہ سنت
ساقط ہو جاتی ہے اس اعتکاف مسنون کو بھی شروع کرلینے اور نیت کرلینے سے
پورا کرنا لازم ہے اگر سب کو فاسد کردے تو سب کی قضا اور بعض کو فاسد کردے
تو بعض کی قضا قول امام ابو یوسف پر رکھنی چاہیئے اور روزہ کی شرط تھہائے
اس اعتکاف مسنون میں اس وجہ سے نہیں لگائی کہ وہ عشرہ اخیر رمضان
میں ہوتا ہے جس میں عادتاً سب روزہ سے ہی ہوتے ہیں ورنہ روزہ کا ہونا
اس میں بھی شرط ہے اگر کوئی شخص بوجہ سفر یا مرض روزہ سے نہ ہو تو وہ اعتکاف
مسنون نہیں ہوگا نفل اعتکاف ہوگا۔ اعتکاف نفل کے سوا معتکف کو سوائے
پیشاب یا جانا یا غسل کرنا ممکن نہ ہو یا نماز جمعہ یا عید[۵۳] کی اپنے اعتکاف کی مسجد سے نکلنا
حرام ہے حاجت ضروری کے لئے گھر میں جاکر بعد فراغت پھر مسجد میں آجائے اگر ایک
ساعت بھی زیادہ گھر میں ٹھیریگا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا اور اگر مسجد کے قریب کسی

---

۵۱ اور ایک روایت میں اس کی مقدار ایک دن ہے تو اس صورت میں اسی روایت کی مطابق اسمیں روزہ ہونا بھی شرط ہے ۱۲ منہ

۵۲ اگرچہ جناب سرور عالم صلعم نے عشرہ اخیر رمضان میں ہمیشہ اعتکاف فرمایا ہے ترک نہیں فرمایا مگر جن صحابہ نے اعتکاف نہ کیا آپ نے انکار نہ فرمایا اس لئے سنت موکدہ ہے اگر واجب ہوتا تو آپ ان پر انکار فرماتے ۱۲ منہ

۵۳ یہ اس صورت میں ہے کہ ایام عیدین اور ایام تشریق کے اعتکاف کی منت مانے اور اس میں بھی

(دیکھو صفحہ ۹۲)

دوست کا گھر ہے تو وہاں پیشاب پاخانہ کے لئے جانا ضرور نہیں اور اگر اس معتکف کے دو گھر ہیں ایک قریب ایک بعید تو بعض کے نزدیک دور کے گھر میں جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا بعض کے نزدیک فاسد نہ ہو گا اور اگر مسجد ہی کا پاخانہ قریب ہو مگر وہاں جانا پسند نہ ہو اور طبیعت گوارہ نہ کرے اور گھر ہی کے پاخانہ میں جائے تو جائز ہے اور پیشاب پاخانہ جانے میں اگر کسی قرض خواہ نے پکڑ کر ایک ساعت ٹھہرا رکھا تو امام صاحب کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور صاحبین کے نزدیک فاسد نہ ہو گا اور اذان کے لئے نکلنا خواہ موذن ہو یا نہ ہو اور مینارہ اذان کا دروازہ مسجد میں ہو یا خارج مسجد ہو درست ہے اور نماز جمعہ کے لئے دوپہر کو ایسے وقت مسجد جامع میں جائے کہ چار سنتیں قبل جمعہ اور خطبہ مل جائے اور بعد نماز جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعت سنت پڑھنے کے ٹھہرے اور اگر مسجد جامع میں زیادہ ٹھہرا یہاں تک کہ ایک رات دن ٹھہرا اور وہاں اعتکاف پورا کیا تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا اس لئے کہ مسجد جامع بھی محل اعتکاف ہے مگر مکروہ ہو گا اور اگر حاجت ضروری کے اثنا میں یعنی پیشاب پاخانہ یا نماز جمعہ کے آنے جانے میں بلاقصد کسی مریض کی عیادت کی یا نماز جنازہ پڑھ لی تو جائز ہے بقصد عیادت مریض اور نماز کے لئے نکلنا جائز نہیں اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے کو بچانے کے لئے اور ادائے شہادت کے لئے جانے سے بھی اعتکاف فاسد ہو گا اور اگر بیماری کی وجہ سے یا مسجد منہدم ہو جائے یا اس کے نمازی متفرق ہو جانے اور جماعت منقطع ہو جانے کی وجہ سے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر بھول

(بقیہ صفحہ ۹۲) وہی اختلاف ہے جو ان ایام ممنوعہ کے روزوں میں اختلاف ہے کیونکہ روزہ کا ہونا لازم اعتکاف سے ہے روایت امام محمدؒ پر تو صحیح ہے مگر دنوں میں ایکی قضا کرے اگر ان دنوں میں اعتکاف کیا تو درست تو ہو گا مگر گنہگار ہو گا اور بروایت امام ابو یوسفؒ نذر ہی صحیح نہ ہو گی ۱۲ منہ

سے نکلا یا جبراً نکالا گیا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن مسجد منہدم ہو جائے اور
جبراً نکالے جانے کے بعد اسی وقت دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا
اور اگر اپنی جان یا مال کے خوف سے نکلا تو بھی فاسد نہ ہوگا اور نذر کے اعتکاف
میں وقت نذر اگر یہ شرط کر لی تھی کہ عیادت مریض اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں جاؤنگا
تو پھر اس کو ان موقعوں میں جانا جائز ہے غرضکہ سوائے حدث پیشاب یا پاخانہ اور
نماز جمعہ کے جس مسجد میں معتکف ہے وہاں سے بلا ان عذرات کے ایک ساعت[1]
کو بھی نکلے گا تو امام صاحب کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا اس کی قضا
کرے اور صاحبین کے نزدیک آدھے دن سے کم باہر رہنے میں فاسد نہ ہوگا
اور جب آدھے دن زیادہ باہر رہیگا تو فاسد ہو جائے گا پس معتکف کو اسی مسجد میں
کھانا پینا سونا چاہیئے[2] اور ضروری کھانے پینے کی چیزوں کے اپنے اور اپنے عیال
کے لئے مسجد میں خرید و فروخت کرنے میں بھی کچھ حرج نہیں جبکہ وہ شے مبیع مسجد میں
نہ لائی جاوے مبیع کو مسجد میں نہ لائے مبیع کو مسجد میں لانا مکروہ تحریمی ہے اسی طرح تجارت
کے لئے بھی خرید و فروخت مکروہ تحریمی ہے نکاح و رجعت بھی مسجد میں کر سکتا ہے اور
جب یہ کام مسجد ہی میں جائز رکھے گئے تو ان کاموں کے لئے مسجد سے نکلنا نہیں چاہیئے
نکلیگا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا آدمی کھانے پینے کی چیزیں
لا دینے والا نہ ہو تو پھر وہ بھی مثل حوائج ضروری پیشاب پاخانہ کے تصور ہوں گے
اور ان کے لئے نکلنا درست ہوگا۔ یہ سب اعتکاف واجب میں ہے نفل اعتکاف
میں بعذر اور بغیر عذر نکلے گا اور عیادت مریض اور نماز جنازہ پڑھنے کا کچھ ڈر نہیں اور اگر یہ اعتکاف

---

[1] یہاں بھی ساعت سے تھوڑا سا زمانہ مراد ہے گھنٹہ مراد نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] غیر معتکف کو مسجد میں کھانا اور سونا اور خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے مگر مسافر کو سونا مکروہ نہیں
بعض کے نزدیک مسجد میں کھانا پینا سونا مطلقاً خواہ مسافر ہو یا مقیم مکروہ نہیں مگر پہلا قول زیادہ معتمد ہے ۱۲

ہو کہ چپ رہنا عبادت ہے تو چپ رہنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ چپ کے روزہ سے حدیث میں ممانعت ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ زبان کے گناہوں سے مثل غیبت اور جھوٹ اور فحش وغیرہ سے سکوت اعظم عبادات میں سے ہے حدیث میں ہے من سکت نجا اور بری باتوں سے چپ رہنا تو واجب ہے پس معتکف کو سوائے نیک باتوں کے دنیا کی باتیں اور دنیا کے کام نہیں کرنے چاہئیں ہر وقت نوافل اور ذکر الہی تسبیح تہلیل تحمید تلاوت قرآن و حدیث اور درود شریف اور تدریس علم دین اور حضرت نبی کریم صلعم اور دیگر انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات اور سیر کے پڑھنے میں مشغول رہنا چاہیئے اور ایک نماز جماعت سے پڑھ چکنے کے بعد دوسری نماز جماعت کا منتظر رہنا چاہیئے کیونکہ مقصود اصلی اعتکاف کا انتظار جماعات اور تشبیہ بالملائکہ ہے جنکے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون یسبحون اللیل والنھار وھم لا یسئمون کیونکہ معتکف کلیتاً دنیا کے مشاغل دلاہی سے جو اللہ سے دوری کا باعث ہیں علحدہ قرب الہی کے لئے اس کی عبادت میں بیٹھا ہے اس لئے ہر وقت اس کو عبادت الہی نماز روزہ وغیرہ میں مستغرق رہنا چاہیئے ہاں ضرورت کے وقت مباح کلام کا حسن میں کوئی گناہ نہ ہو مضایقہ نہیں اور عورت کے ساتھ قبل یا دبر میں صحبت کرے سے اگرچہ خارج مسجد کرے خواہ انزل ہو یا نہ ہو خواہ عمداً ہو یا سہواً اعتکاف باطل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تباشروھن وانتم العاکفون فی المساجد اور بوسہ اور لمس سے اگر انزال ہو جائے تب بھی اعتکاف باطل ہو جاے گا اور اگر انزال نہ ہو تو باطل تو نہ ہوگا مگر اعتکاف میں جماع اور مقدمات جماع مثل بوسہ اور لمس و معانقہ وغیرہ سب حرام ہیں اور نظر کرنے سے یا فکر کرے سے اگر انزال ہو جائے تو بھی اعتکاف باطل نہ ہوگا اور احتلام سے بھی باطل نہ ہوگا اور اگر بھول سے دن کو کھانے

تو بھی اعتکاف باطل نہ ہوگا عمداً کھا لینے سے باطل ہو جائے گا اور بیہوشی اور
جنون اگرچہ دیر تک ہمیشہ رہے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا اچھا ہوئے پر
از سرِ نو اعتکاف کرے اور اگر برسوں رہے تو اچھا ہوئے پر قضا کرے اور اعتکاف
میں خوشبو لگانا اور سر و داڑھی میں تیل ڈالنے کا کچھ حرج نہیں۔ ہر مسلمان کو عشرہ
اخیر رمضان میں اعتکاف کرنا چاہیئے کیونکہ جناب سرور عالم صلعم نے ہمیشہ رمضان
میں دس دن اعتکاف فرمایا ہے اور کبھی ترک نہیں فرمایا ایک سال ناغہ ہو گیا تھا
تو دوسرے سال کے رمضان میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا اور رمضان کی ہر
رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آیا کرتے تھے اور آپ اُن سے قرآن
شریف کا دور فرماتے اور جس سال وفات ہوئی اُس سال میں بیس دن کا اعتکاف
فرمایا اور دو دفعہ قرآن شریف کا دور حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کیا اور
یہ بھی مروی ہے کہ ایک دفعہ عشرہ درمیانی رمضان میں آپ نے اعتکاف فرمایا
اور جب آپ اعتکاف سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس آئے اور کہا
کہ جس چیز کو آپ ڈھونڈھتے ہیں وہ آپ کے پیچھے ہے یعنی لیلۃ القدر عشرہ آخر
میں ہے اس سے بعض علما استدلال کرتے ہیں کہ لیلۃ القدر اکیس[21] شب کو ہے۔

لیلۃ القدر کا بیان

لیلۃ القدر[1] امام صاحب کے نزدیک رمضان ہی میں ہوتی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ
کونسی رات میں ہوتی ہے کیونکہ وہ معین نہیں مقدم موخر ہوتی رہتی ہے اور صاحبین
کے نزدیک رمضان ہی کی ایک رات میں ہوتی ہے مگر یہ خبر نہیں کہ وہ کونسی رات
میں ہوتی ہے اور امام صاحب سے مشہور روایت یہ ہے کہ وہ سارے برس میں دورہ
کرتی رہتی ہے کبھی رمضان میں ہوتی ہے کبھی رمضان کے سوا اور مہینہ میں اور سلطان العارفین

[1] اس رات کو اس وجہ سے لیلۃ القدر کہتے ہیں کہ تمام مخلوق کے رزق اور موت حیات وغیرہ کے
احکام سال بھر کے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہیں وہ اس رات میں فرشتوں کو بتاتے ہیں ۱۲ منہ

حضرت مولانا محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں اسی سے اتفاق کرکے فرماتے ہیں کہ وہ تمام سال میں پھرتی رہتی ہے میں نے اس کو شعبان میں بھی دیکھا ہے اور ربیع میں بھی دیکھا ہے اور رمضان میں بھی دیکھا ہے اور اکثر رمضان کے عشرہ آخر میں بھی دیکھا ہے اور رمضان کے درمیانی عشرہ میں ایک دفعہ جفت رات میں اور ایک دفعہ طاق رات میں دیکھا ہے پس بالیقین سارے سال بھر پھرتی رہتی ہے اور مہینہ کی جفت اور طاق راتوں میں ہوتی ہے اور امام احمد بونی شمس المعارف کبری میں حضرت شیخ عارف باللہ امام ابوالحسن حرفالی سے لکھتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب سے بالغ ہوا کوئی لیلۃ القدر کسی سال کی مجھ سے فوت نہیں ہوئی پھر وہ فرماتے ہیں کہ جب پہلی رمضان کی یکشنبہ کے دن ہو تو لیلۃ القدر رمضان کی انتیس ۲۹ شب کو ہوتی ہے اور جب دوشنبہ کو ہو تو لیلۃ القدر اکیسویں ۲۱ شب کو ہوتی ہے اور جب سہ شنبہ کو پہلی ہو تو لیلۃ القدر چوبیسویں شب کو ہوتی ہے اور جب چارشنبہ کے پہلی ہو تو لیلۃ القدر ستائیسویں شب کو ہوتی ہے اور جب پنجشنبہ کو پہلی ہو تو پچیسویں ۲۵ شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے اور جب جمعہ کو پہلی ہو تو انیسویں ۱۹ شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے اور جب شنبہ کو پہلی ہو تو تئیسویں ۲۳ شب کو لیلۃ القدر ہوتی ہے ولیلۃ القدر کے متعلق علما کے بکثرت اقوال ہیں جو قریب چھیالیس ۴۶ کے ہیں غرضکہ لیلۃ القدر تمام سال کے دن اور راتوں سے افضل و اعلیٰ ہے ہر نیک عمل کا ثواب اس میں ہزار کی برابر ہے یعنی ایک رکعت کا ثواب اس میں اور وقت کی ہزار رکعتوں کی برابر ہے اس لئے اس رات کا ڈھونڈھنا مستحب ہے اور تمام متبرک راتوں میں بامید لیلۃ القدر بکثرت نماز نفل اور ذکر الٰہی اور دعا اور تلاوت قرآن شریف اور درود شریف میں مصروف رہنا چاہیئے جو شخص اس کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ ظاہر نہ کرے اور اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے جناب سرور عالم صلعم نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو دیکھو تو یہ دعا پڑھو

اور احادیث میں رمضان کے عشرہ آخر کے وتر راتوں میں اس کے ڈھونڈھنے کا ارشاد ہے اور ستائیس تب ذلست اکثرا قوال واحادیث وارد ہیں اور وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

صدقہ فطر کا بیان

جس دن رمضان کے روزے پورے کر کے روزہ کھولیں اس دن کا یہ صدقہ ہے کیونکہ فطر کے معنی لغت میں چیرنے اور کھولنے کے ہیں جو لفظ صوم کی ضد ہے کیونکہ صوم کے معنی سد ہے اور رکا رہنے کے ہیں اس لئے یکم شوال کو عید الفطر کہتے ہیں پس باعتبار ترتیب زمانی یہاں اس کا بیان کرنا بے محل ہوگا بعض کتب فقہ میں اس کا بیان روزہ کے بیان کے بعد ہی کیا گیا ہے اور اکثر فقہائے اس کا بیان زکوٰۃ میں کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ کی طرح یہ بھی مالی عبادت ہے۔ چنانچہ ۲ھ ہجری میں جس سال روزہ رمضان فرض ہوا اسی سال عید الفطر سے دو دن پہلے جناب سرور عالم صلعم نے صدقہ فطر کا خطبہ میں حکم فرمایا صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد پر جبکہ وہ کسی مال کا مالک نصاب[1] ہو کہ جو اس کے رہنے کے مکان اور پہننے کے کپڑے اور اثاث البیت اور سواری کے گھوڑے اور ہتھیار اور غلام اور قرض سے اور اہل و عیال کے خرچ سے فاضل و زائد ہو واجب ہے[2]

[1] نصاب چاندی کا دو سو درہم ہے جس کی مقدار تولہ ساڑھے باون تولہ چاندی ہوتی ہے اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جس کا ساڑھے سات تولہ سونا ہوتا ہے خواہ زیور ہو یا برتن ہوں یا روپیہ اشرفی ہوں اور گائے بیل بھینس کا نصاب تیس سے اور اونٹ کا پانچ اور بھیڑ بکری دنبہ کا چالیس ۱۲ منہ

[2] اور ہر سہ آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے نزدیک فرض ہے کیونکہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ ان رسول اللہ صلعم فرض زکوٰۃ الفطر فی رمضان علی الناس صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی کل حر او عبد و ذکر وانثی اور امام شافعی کے نزدیک جسکے پاس ایک دن کی خوراک اپنی اور اپنے بال بچوں کی ہو زیادہ ہو اس پر صدقہ فطر واجب ہے ۱۲

غلام پر واجب نہیں کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے اور مجنوں پر جو مالک نصاب ہو امام صاحب اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک صدقہ فطر واجب[1] ہے اسکے ولی کو انکی طرف سے کرنا چاہیئے اور امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک بچہ اور مجنوں پر صدقہ فطر واجب نہیں اگر باپ یا وصی انکی طرف سے دیدینگے تو ان پر اس کا ضمان عائد ہوگا اور جسطرح زکوٰۃ میں مال نامی ہونا شرط ہے اس میں مال کا نامی ہونا یعنی بڑہنے والا ہونا تجارت کا مال ہونا شرط نہیں بلکہ جس طرح اسکے ادا کی اولی قدرت ہو اور اسباب و سامان حاجت سے زیادہ کی قیمت بقدر نصاب ہو مثلاً حاجت سے زیادہ پرانے کپڑہ ہی دوسو درم کے ہوں یا ایسے رہنے کے مکان سے زیادہ دوسرا مکان یا ایک غلام سے زیادہ دوسرا غلام یا ایک گھوڑے سے زیادہ یا زمیندار کو چار بیلوں سے زیادہ یا اہل علم کو ضروری ایک دو کتابوں سے زیادہ یا تاری کو ایک قرآن سے زیادہ بقدر نصاب ہو جائیں تو صدقہ فطر واجب ہوگا خواہ وہ اسی وقت وجوب کے بعد ہی خرچ ہو جائے اور مثل صدقہ فطر کے اسی قدرت نصاب پر قربانی اور نفقہ اقارب بھی واجب[2] ہو جاتا ہے پس ایسا مالک نصاب آزاد شخص اپنی اور اپنی چھوٹی اولاد فقیر اور خدمت[3] کی لونڈی غلام کی طرف سے اگرچہ غلام کافر ہو نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کے ستو یا روٹی یا ایک صاع جو یا کھجور[4] صدقہ فطر دیوے اور اگر چھوٹا بچہ یا مجنوں بچہ جو غنی اور مالک نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے دیوے اور بڑے مجنوں اور معتوہ کا بھی جو فقیر ہو صدقہ فطر باپ پر ہے خواہ مجنوں

---

[1] کیونکہ اس میں عقل و بلوغ شرط نہیں ہے ۱۲ منہ

[2] اور اسی طرح سب پر زکوٰۃ اور صدقہ فطر وغیرہ صدقات واجبہ کا لینا حرام ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

[3] تجارت کے لونڈی غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر نہ دے کیونکہ ان پر زکوٰۃ ہے ۱۲ منہ

[4] اور جن اجناس غلہ کا ذکر جیسے جوار باجرہ مکئی وغیرہ احادیث میں نہیں ہے وہ صدقہ فطر میں دیجاویں تو قیمت کے اعتبار سے دیجائینگی ۱۲ منہ

اصلی ہو یا عارضی اور جس چھوٹی مقیر دختر کا نکاح کر کے خاوند کے سپرد کر دیا تو اس کا صدقہ فطر باپ پر واجب نہیں ہے جو داس دختر پر واجب ہے کیونکہ وہ فقیر ہے ہے تو ہر کیونکہ شوہر پر عورت کا صدقہ فطر واجب نہیں ہاں اگر وہ لڑکی جو دعی ہے تو اس کے مال سے دیا جائے خواہ نکاح ہوا ہو یا نہ ہوا ہو آدمی پر اپنی بڑی اولاد کا اگرچہ اپاہج ہو اور چھوٹی بہنوں کا اور ماں باپ کا اور دیگر رشتہ داروں کا اگرچہ ماں باپ اور رشتہ دار اسی کے پرورش میں ہوں اور نہ ہی انکی نان ونفقہ کا کفیل ہو صدقہ فطر واجب نہیں اور دادا پر اپنے تنگدست پسر کی اولاد کا صدقہ فطر واجب نہیں خواہ ان کا باپ زندہ ہو یا مرگیا ہو اور زوجہ کا صدقہ فطر بھی شوہر پر واجب نہیں اگر زوجہ کا اور اپنی بڑی اولاد کا حکم وہ اسی کی عیال میں سے ہوں صدقہ فطر دے تو جائز ہے اگر بلا اجازت انکی دیدے تب بھی بروایت مفتی بہ جائز ہے بلکہ سوائے زوجہ اور بڑی اولاد کے ماں باپ یا اور رشتہ داروں کا یا پوتہ کا بھی جو اس کے عیال میں ہوں صدقہ فطر دیدے اگرچہ بغیر انکے حکم واجازت کے دے تو جائز ہے البتہ جو اس کی عیال[۵۱] میں نہیں ہیں انکا صدقہ فطر بلا اس کے حکم کے دینا جائز نہیں اور گیہوں یا ستو اگر صدقہ فطر میں دیا جائے تو امام صاحب سے ایک روایت میں نصف صاع ہے اور ایک روایت میں ایک صاع مروی ہے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور یہی مفتی بہ ہے اور صاع کے وزن میں بہت اختلاف ہے ۲۷۰ رتی کی تول سے تقریباً ساڑھے تین سیر ہوتا ہے اور نصف صاع پونے دو سیر[۵۲] اگر دیا جائے پونے دو سیر کے دو سیر گیہوں اور دیا جائے ساڑھے تین سیر کے چار سیر دیدے تو بہتر ہے اور قیمت کا دینا جنس کے دینے سے

---

[۵۱] عیال۔ الذی یتکفل ویتعہد حال انسان و موضع الشان یاید بود و نفقہ باید داد ۱۲ منتخب

[۵۲] نصف صاع پورب لکھنؤ ڈیڑھ سیر آدھی چھٹانک ساڑھے تین ماشہ ہوتا ہے ہذا ما حققہ بعض المتاخرین من المحدثین ۱۲ منہ

روایت مفتی بہ افضل ہے گیہوں جو کھجور تینوں میں سے جس کی قیمت چاہے دیدے
اور امام محمد کے نزدیک گیہوں ہی کی قیمت دے مگر قیمت کا دینا افضل اس وقت
ہے کہ جب ارزانی غلہ کا زمانہ ہو اور اگر زمانہ قحط و گرانی کا ہو تو جنس کا دینا افضل ہے
اور ایک روایت میں گیہوں کا دینا ہر حال میں افضل ہے خواہ ارزانی ہو یا گرانی اور
یہ روایت بھی مفتی بہ ہے اور صدقہ فطر واجب ہونے کا وقت عید الفطر کی صبح صادق
طلوع ہونے پر ہے اگر کوئی شخص اس سے پہلے مرگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب
نہیں اگر صبح صادق کے بعد مرا تو واجب ہے اور جو بچہ صبح صادق ہونے سے پہلے
پیدا ہوا یا جو شخص صبح صادق سے پہلے مسلمان ہو گیا اس پر صدقہ فطر واجب ہے
اور جو بعد صبح صادق پیدا ہوا یا اسلام لایا اس پر واجب نہیں اور جو بعد عید الفطر
فقیر ہو گیا اور صدقہ فطر نہیں دیا تھا اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور نماز عید الفطر کو جانے
سے پہلے دیدینا مستحب ہے اور عید الفطر سے پہلے رمضان میں بھی اور رمضان سے پہلے
بھی بلا تفصیل مدت دیدینا درست ہے اسی طرح اگر عید الفطر کو نہ دیا تو وہ ذمہ سے ساقط
نہیں ہوا اس کو ادا کرنا چاہیئے اس کی ادا کا کوئی وقت مقرر نہیں روایت صحیح ہم[۵]
حنفیوں کے نزدیک ساری عمر ادا ہے جب وقت دیدیگا ادا ہو جائے گا بخلاف
قربانی کے کہ اس کا ایام قربانی سے پہلے کرنا بھی جائز نہیں اور ایام قربانی ختم ہونے پر
وہ ساقط ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص بلا ادائے صدقہ فطر کے مرگیا تو وارث اگر خوشی
خود بلا جبر بطور تبرع ادا کردیں تو جائز ہے اور اگر وصیت کر گیا ہے تو ثلث مال سے
دیا جائیگا۔ جو شخص بسبب سفر یا مرض یا بوجہ شیخ فانی ہونے کے یا حاملہ یا مرضعہ ہونیکے
روزہ نہ رکھے تو صدقہ فطر اس پر سے ساقط نہ ہوگا بشرط نصاب صدقہ فطر ادا کرنا

[۵] دوسری روایت ضعیف جس میں زیادتی ہے کہ اسکی ادا کا وقت عید الفطر کا دن ہے اگر تمام دن عید الفطر کا
گذر گیا اور صدقہ فطر ادا نہ کیا تو وہ مثل قربانی کے ساقط ہو گیا ۱۲ منہ

واجب ہے اور ہر شخص کو اپنا صدقہ فطر ایک مسکین کو یا چند مساکین کو دینا درست ہے[1]
اور چند آدمی اپنا اپنا صدقہ فطر ایک ہی مسکین کو دیدیں تو یہ بھی بلا خلاف درست
ہے اور صدقہ فطر اپنے اصول یعنی ماں باپ دادا پردادا وغیرہ کو اور فروع یعنی بیٹے پوتے
وغیرہ کو نہ دے نہ بیوی خاوند کو دے نہ خاوند بیوی کو نہ مالدار آدمی کو دے نہ سید کو
دے نہ کافر کو دے[2] اور افضل یہ ہے کہ اول فقیر بھائی بہنوں کو دے پھر انکی اولاد
کو دے پھر چچا پھوپھیوں کو دے پھر انکی اولاد کو دے پھر ماموں خالوں کو دے پھر ان
کی اولاد کو دے پھر ذوی الارحام کو دے پھر ہمسایہ کو پھر اپنے اہل حرفہ کو پھر اپنے شہر
یا گاؤں والے کو دے بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں تین باتیں ہیں قبولیت روزہ
سکرات موت سے فلاح و نجات عذاب قبر سے نجات بعض روایات میں وارد
ہے کہ روزہ رمضان موقوف ہے صدقہ فطر پر اور حدیث ابوداؤد میں ہے کہ صدقہ
فطر روزہ کا لغو اور فحش باتوں سے پاک کرنے والا اور مساکین کا کھانا ہے۔

بھائیو! عید الفطر کا دن گناہوں کی مغفرت اور نزول رحمت کا متبرک دن
ہے بیہقی شعب الایمان میں انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں اور جو بندہ
کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے اس کے لئے دعاء استغفار کرتے
ہیں اور درود بھیجتے ہیں پھر جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
کے ساتھ فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو اس مزدور

عید الفطر کی فضیلت

---

[1] امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک ذمی کافر کو دینا جائز ہے مگر مسلمان کو دینا بہتر ہے اور امام شافعی
کے نزدیک اور امام ابو یوسف سے ایک روایت میں ذمی کافر کو دینا جائز نہیں اور فتویٰ امام ابو یوسف کے قول
پر بھی اور حربی مستامن کو بالاجماع دینا جائز نہیں

[2] لیکن ایک مسکین کو دینا مستحب ہے و بہتر ہے اور چند مساکین کو دینا مکروہ نہیں بہتر یہی ہے ۱۲ منہ

کا کیا بدلا ہے جس نے اپنا کام پورا کر دیا فرشتے کہتے ہیں کہ اے پروردگار اس کا
بدلا یہ ہے کہ اس کو پوری مزدوری دیدی جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے
فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے میرے فرض کو جو میں نے ان پر فرض کیا تھا
ادا کر دیا پھر وہ باہر نکلے ہیں اور دعا کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں مجکو اپنی
عزت اور جلال اور کرم اور بلندی قدر اور بلندی مرتبہ کی قسم میں انکی دعاؤں کو
قبول کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخشدیا
اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا پھر فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ وہ لوٹ
کر جائینگے اس حال سے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی مغفرت فرمائی ہے۔ اور ابن عساکر کی
روایت میں ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ اللہ تعالیٰ نظر رحمت کے ساتھ عیدین
کے روز زمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر وہ اپنے گھروں سے نماز عیدین کیلئے
نکلتے ہیں تاکہ رحمت الٰہی تم کو عطا کی جاوے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول
کریم صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی عید الفطر یا عید الضحیٰ کی رات کو شب بیداری کرے اس کا
دل نہ مریگا جس دن دل مر جائیں گے یعنی قیامت کی ہول سے محفوظ و مصئون
رہیگا [۱] **وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔**

---

[۱] ان متبرک ایام عیدین میں مسلمانوں کو کثرت سے اعمال صالحہ کرنے چاہئیں اور ملاہی اور مناہی سے بچنا چاہیئے جیسے ریشمی کپڑہ یا مزعفر و معصفر کپڑے مردوں کو پہننا ناچ گانے کی مجلسیں کرنا مزامیر سننا تھیٹروں میں جانا کیونکہ یہ کام اور دنوں کسطرح عیدین میں بھی حرام ہیں ہاں اقربا و احباب سے ملنا اور مصافحہ معانقہ کرنا جائز ہیں ۱۲ منہ

حسن نظامی کی عرض

الحمدللہ جناب مولانا عبدالرحیم صاحب مفتی اعظم ریاست الور کا مضمون ختم ہوا۔ مولانا صاحب نے روزہ کے مسائل واحکام کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرما دیا ہے اور وہ تمام باتیں لکھدی ہیں جنکی واقفیت بہت ہی ضروری ہے اور جس سے اکثر مسلمان عورت مرد بے خبر ہوتے ہیں۔

مولانا کے اس رسالہ میں اتنی زیادہ معلومات روزہ کے متعلق ہے کہ ایسی کسی اُردو کتاب میں ایک جگہ نہ ہوگی یا مجھکو نہ ملی کیونکہ میں نے تبلیغ کیلئے ایسے رسائل کی بہت تلاش کرائی تھی جمیں روزہ کے سب تفصیلی احکام ومسائل موجود ہوں، مگر مجھے جسقدر رسائل ملے وہ اتنے مفصل نہ تھے اس لئے میں خیال کرتا ہوں کہ نظامیہ تبلیغ دہلی نے یہ رسالہ شائع کرکے اُردو زبان میں ایک ضروری اضافہ کردیا جس کی ابتک کمی محسوس ہورہی تھی

اگر میری صحت اچھی ہوتی اور فرصت بھی ملتی تو میں مولانا کی اجازت سے دو اصلاحیں اس رسالہ میں ضرور کرتا۔ ایک تو جماع کی تفصیلات کو مہذب الفاظ میں لکھدیتا۔ دوسرے عربی کے ان الفاظ ومحاورات کو بدل دیتا جو کم علم لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے۔

اگرچہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ فقہ شریف اسلام کا قانون ہے۔ اور قانون میں الفاظ کی تہذیب کو قائم رکھنا اس والوں کی بہتا کو ادھورا کردیتا ہے۔ جتنا مسلمان ان واقعات کو جو جماع کے سلسلہ میں بیان ہوئے ہیں انہی الفاظ میں نہ پڑھینگے جو

انکی بول چال میں ہیں یا جسکے تعبیرات کا مطلب سمجھنا مشکل ہے اس وقت تک روزہ کا مسئلہ سمجھ میں آنا مشکل ہوتا۔

فقہ کے خاص خاص محاورے علما میں مروج ہیں۔ ان کا عام فہم زبان میں ادا کرنا ان کو آسان نہیں ہے۔ مگر خدا کے فضل سے میں اردو زبان صاف لکھنے کا عادی ہوں اگر میں کوشش کرتا تو ان سب اصطلاحات اور محاوروں مطالب کو سلیس زبان میں سمجھا دیتا مگر میں دس روز سے سخت بخار میں مبتلا ہوں اور آج رمضان المبارک کی دس تاریخ ہو چکی ہے مجھے تو یہ کتاب رمضان سے پہلے شائع کر دینی ضروری تھی مگر مجھے تبلیغی سفر اور کثرت کار کے سبب پہلے وقت نہ مل سکا۔ اس لئے میں مولانا کے رسالے کی نظر ثانی سے قاصر رہا

اگرچہ مولانا کی عام عبارت بہت آسان اور صاف ہے مگر فقہی اصطلاحات میں مجھکو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عربی کے غیر مانوس الفاظ زیادہ ہیں جو عوام کی سمجھ میں نہ آئیں گے

میں نے اس رسالہ کی خود صحت کی ہے لیکن جلدی اور بخار کے سبب یقیناً اس میں غلطیاں رہ گئی ہوں گی جو خدا نے چاہا آئندہ اشاعت میں درست کر دی جائیں گی والسلام۔ حسن نظامی

مفت تقسیم

اس کتاب کی پانچسو جلدیں جناب بیگم صاحبہ ریاست کوروائی سنٹرل انڈیا کے خرچ سے مفت تقسیم ہوں گی۔ اور پانچسو جلدیں آمنہ بی بی نظامی مرحومہ بنت بانو سید محمد صاحب ٹھیکیدار بریلی کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے بلا قیمت مفت تقسیم کی جائیں گی جو لوگ واقعی قیمت ادا کرنے کی حیثیت نہ رکھتے ہوں وہ یہ کتاب بلا قیمت پتہ ذیل سے منگالیں۔ دفتر حلقہ مشائخ و نظامیہ تبلیغ دہلی (راقم حسن نظامی)